Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ھُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

محمد رسول اللہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

نمبر ۱۰ — ۵ / اکتوبر ۱۹۳۶ء سنہ ۶ — قاضی محمد ظہور الدین اکمل — ۱۸ / رجب المرجب سنہ ۱۳۵۵ھ — جلد ۳۵

فہرست مضامین

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت	۲۶۵ / ۲۷۸	مترجم جناب شبلی بی کام
فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب — اسلامی پردہ نمبر ۱۴	۲۷۹ / ۲۸۱	مولانا "ابن عمر"
پادریوں کا عقیدہ تثلیث	۲۸۲ / ۲۸۴	"مبلغ"
المقتبسات والملتقطات — اسلام و اچھوت اقوام۔ نشان حبش کے معاشرتی حالات۔ وصیتیں	۲۸۵ / ۲۹۲	ماخوذ

اندرون ہند سے تین روپے سالانہ — مصدقہ طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲/۸ — بیرون ہند سے تین روپے ۸/ سالانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

عرض حال

پچھلے رسالہ میں اعلان کیا گیا تھا کہ یہ ستمبر و اکتوبر کا مجموعی نمبر سمجھا جائے مگر بعد میں پوسٹماسٹر جنرل ڈاکخانجات کا ایک سرکلر پہنچا کہ اگر دو رسالوں کے درمیان ۳۱ دن سے زیادہ کا وقفہ ہوا تو رسالہ رعایتی محصول سے محروم کر دیا جائیگا اس لئے اکتوبر کا رسالہ نکالا جا رہا ہے اور اس تنگ وقت میں جتنا تیار ہو سکا وہ حاضر خدمت ہے۔ اصل وجہ آپ صاحبان کو معلوم ہے کہ خریداران رسالہ کچھ توجہ نہیں فرما رہے ایک ہزار روپے سے زیادہ بقایا تو صرف دو سالوں کا ہے اگر پچھلے سالوں کا حساب کیا جائے تو کئی ہزار ہو جائے ان حالات میں رسالہ کیونکر چل سکتا ہے حالانکہ اس کا جاری رہنا کئی وجوہات سے نہایت ضروری ہے خصوصاً اس لئے کہ صدر انجمن احمدیہ کے ہاتھ میں یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی واحد یادگار ہے اس کے لئے خود حضور نے خواہش ظاہر فرمائی وہ بھی اس وقت جبکہ جماعت کی تعداد بہت کم تھی کہ کم از کم دس ہزار ہو مگر کتنے افسوس کی بات ہے کہ اتنی بڑی تعداد کی موجودگی میں بھی اسکی اشاعت دس ہزار تو کیا ایک ہزار بھی نہ ہو۔ اور ہم فنڈ کی کمی کی وجہ سے رسالہ پر کاغذ بھی اچھا نہ لگا سکیں تمام رسالہ پر درکنار اس کا ٹائیٹل بھی عمدہ نہیں لگا سکتے۔ احباب شکایت تو کر سکتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ خریدار کتنے ہیں اور جو ہیں وہ چندہ عموماً ادا نہیں کرتے کیا میں امید رکھوں کہ ہر مقام کے معتمدین و امراء اس سوال پر غور کرینگے اور اپنے اپنے حلقہ اثر میں اسکی خریداری بڑھائینگے

نومبر کا رسالہ وی پی ہوگا ضرور وصول کریں یا بذریعہ منی آرڈر چندہ بھیجدیں۔

اور نومبر کا رسالہ جو سال ۱۹۳۶ء کا چندہ وصول کرنیکیلئے وی پی کیا جائیگا وہ ضرور وصول کرینگے اور اسے انکاری کر کے نقصان نہ پہنچائینگے بلکہ اس کا خریدار دوسروں کو بھی بنائینگے۔ مجھے آپکی علم دوستی اور اخوت اسلامیہ سے بھی امید رکھنی چاہئیے۔

مینیجر و ایڈیٹر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک عظیم الشان پیشگوئی

مشرقِ بعید کا ارتقاء

یورپی اقتدار کے سنہری ایام - جیسا کہ مقدر تھا - قریب الاختتام ہیں - اور انسانی دلچسپی کا مرکز بجائے یورپ کے ایشیا اور امریکہ کی طرف تبدیل ہو رہا ہے - مشرق میں ایک عام بیداری پھیل رہی ہے - وہی ایران جو کل تک انگلستان اور روس کے جوتے کے نیچے تھا آج اپنے ماضی پر مفتخر اور اپنے مستقبل کے لئے خوش آئند امیدوں کا مرکز ایک خودمختار شہنشاہی ریاست ہے - افغانستان جس کی سیاسی حیثیت کچھ زیادہ عرصہ نہیں گذرا ہندوستان کی ایک باجگذار ریاست کی سی تھی آج ایک آزاد ملک ہے - مصر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو رہا ہے - اور ہندوستان کی آزاد ملکوں کے زمرہ میں شامل ہونے کی مساعی بھی قریب کے زمانہ میں بارآور ہونے والی معلوم ہوتی ہیں - ترکیہ پہلے ہی طاقتور جمہوریہ ہے جس کی دوستی کے لوگ خواہاں ہیں اور جس کی دشمنی سے وہ خائف ہیں - عرب کا بے آب و گیاہ صحرا بھی جو حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آنحضرت صلعم کے قریبی خلفاءؓ کے مختصر سے زمانہ کے بعد خوابِ خرگوش میں پڑ چکا تھا اب انگڑائی لے رہا ہے اور اپنی منزلِ مقصود کا احساس کر رہا ہے - لیکن تمام مشرقی ممالک میں سے جاپان پہلا ملک ہے جس نے اپنی خوابِ غفلت کا پردہ چاک کیا اور سیاسی تفوق اور اقتصادی بہتری و تجارتی مقاومت کے حصول کی نہایت سنجیدگی اور جوش و خروش سے کوشش کر رہا ہے -

گذشتہ صدی کے وسط سے لیکر جب جاپان نے خارجی تعلقات قائم کئے اب تک اس نے ہر شعبہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جاپان کی لیگ سے علیحدگی

دولِ مغرب کی نگاہ میں جاپانیوں نے اُس مقام پر قبضہ کرلیا تھا جو سنہ ۱۹۱۷ء تک "دنیا کے سیاسی ڈرامہ میں بدقماش کا کام کرنے والے" روس کے قبضہ میں تھا۔

جمعیۃ الاقوام نے لارڈ لٹن کی سرکردگی میں ایک کمشن مقرر کیا تاکہ وہ مشرقِ اقصیٰ کے حالات پر رپورٹ کرے۔ کمشن نے جاپان کی پالیسی کو غیرمنصفانہ اور ناجائز قرار دیا۔

جاپان نے اِس کا جواب یہ دیا کہ وہ جمعیۃ الاقوام کی رُکنیت سے دستکش ہوگیا اور جہول کے علاقہ کو بھی فتح کرلیا۔ نیز اندرونی منچوریا کو بھی منچوکو کے شہنشاہ کے ماتحت کرلیا اور اُن تمام قلعہ جات پر قبضہ کرلیا جو پیکنگ کی کلید ہیں۔ اِس کے متعلق دِی پوسٹ وار ورلڈ (مابعد جنگ دُنیا) کا مصنّف رقمطراز ہے کہ:-

"اِس طرح پر بیک جُنبش جاپان نے تاش کی اُس تمام عمارت کو دھڑام سے نیچے گرادیا جس کو دنیا کے مدبّرین سنہ ۱۹۱۸ء سے جنگ دُور کرنے کیلئے اِسقدر محنت و مشقت سے بنانے میں مصروف تھے۔ معاہدہ لیگ سنہ ۱۹۱۹ء کی دفعہ ۸ کی رُو سے جمعیۃ الاقوام کے اراکین نے ذمّہ لیا تھا کہ وہ خارجی جارحانہ اقدام کے خلاف ہر ملک کی آزادی کو برقرار رکھنے اور ایک دوسرے کے حقوق کی محافظت اور احترام کرنے کی سعی کرینگے۔ واشنگٹن کانفرنس سنہ ۱۹۲۲ء کی رُو سے تمام دستخط کنندگان نے اقرار کیا کہ وہ چین کی آزادی اور اُس کے وقار، نظم و نسق کو برقرار رکھیں گے اور چین کو ترقی کرنے اور ایک پُر امن گورنمنٹ بنانے کے لئے ہر ممکن موقعہ دینگے۔ معاہدہ کیلوگ سنہ ۱۹۲۸ء کی رُو سے بہت سے ممالک نے وعدہ کیا کہ وہ تمام معاہدات کا تصفیہ صلح و صفائی سے کرلیا کریں گے۔"

لیکن جاپان نے اِن تمام معاہدات اور مواثقات کے علی الرغم منچوریا کو فتح کرلیا۔

موجودہ صورتِ حال

جاپان نے نہایت کامیابی کے ساتھ تمام دُنیا کا مقابلہ کیا ہے اور دیگر ممالک کی پیہم درخواستوں اور احتجاجوں کی کوئی پرواہ نہیں کی۔ اور اب موجودہ صورتِ حال یہ ہے کہ جاپان مشرقِ اقصیٰ میں جو جی چاہے کررہا ہے اور کسی مغربی طاقت کو بوجہ اپنے مسائل میں اُلجھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہوئے ہونے کے دم مارنے کی جرأت نہیں۔ مشرق میں ایک بڑی سلطنت زیرِ ترتیب ہے۔ جس کا انتظام جاپان کے سپرد ہے اور جس کی مدد پر چین کی آبادی اُس کے وسیع ذرائع بھی ہیں۔ اگر سارے کا سارا چین جاپان کے قبضہ میں آجائے اور اِس احتمال میں شبہ کی بھی کوئی گنجائش نہیں تو ظاہر ہے کہ تمام بحرالکاہل پر جاپان کا قبضہ ہو جائیگا اور مغربی تجارت بھی وہاں بند ہو جائے گی۔

لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا اس پر بھی بس ہو سکیگی۔ جاپان کا رُجحانِ طبیعت عجیب ہے اور اُس کو جاپانی وزیر حرب جرنیل آراکی نے بیان کیا تھا۔

"منچوریا کے مسئلہ کو صرف مادّی نقطہ نگاہ سے مطالعہ کرنا سخت غلطی ہے اور نہ یہ کوئی حقوق یا مفاد کا سوال ہے مشکل یہ ہوئی ہے کہ چینیوں کے خرابی اخلاق و مادّی خیالات نے جو انہوں نے مغرب سے درآمد کئے ہیں اُن کی نسلی رُوح اور قومی اخلاق کو بالکل تباہ و برباد کر دیا ہے۔ ہم جاپانی خون کرنے سے بالکل نہیں ڈرتے اور نہ ہم انصاف کیلئے اپنی جان قربان کرنے سے دریغ کرتے ہیں۔ ہمارا شہنشاہی گھرانہ ہمارا مرکز ہے۔ اور وہی تمام خوبیوں کا منبع و ماخذ ہے۔ ہمارا شہنشاہ جاپانی اخلاق کا نمونہ ہے اور شہنشاہی خاندان کے تفوق کو برقرار رکھنا اور جاپانی اخلاق کی توسیع کرنا ہی ہماری زندگی کا مقصد و مدعا ہونا چاہیئے۔ تاہم کچھ عرصہ سے ہماری قومی روح انحطاط پذیر ہے اور وہ دِن بدن کم ہوتی جا رہی ہے۔ سرمایہ دار اپنے قیاسات اور تخمینہ جات میں مصروف ہیں اور قومی خوشحالی کو نظرانداز کر رہے ہیں۔ سیاسیین اپنے جماعتی فائدہ کو دیکھتے ہیں اور حکومت کے مفاد کی طرف نظر نہیں کرتے۔ یہ کوئی خدا کا کرنا ہے کہ منچوریا کا مسئلہ منصّہ شہود پر آگیا ہے دراصل یہ جاپان کی بیداری کے لئے انتباہ کی گھنٹی ہے۔ اگر جاپان میں پھر وہی روح پیدا ہو گئی جس کے لئے ہمارا ملک مشہور تھا تو وہ وقت دُور نہیں کہ جب تمام دُنیا کو ہمارے کوڈو؎ میں ہی نجات نظر آئے گی۔ کوڈو جو ہماری قوم کا منتہی المقصود ہے۔ اِسقدر اہم ہے کہ اُسے تمام دُنیا میں پھیلانا چاہیئے اور تمام رُکاوٹیں اُس کے رستہ سے دُور کر دینی چاہیئیں۔ خواہ وہ تلوار سے ہی کرنی پڑیں۔"

207

کوڈو کا مقصد صرف جاپانی تفوق قائم کرنا نہیں۔ بلکہ یہ ایک مقدّس تحریک ہے جس کی رُو سے جاپان مشرق کو مغربی اثر اور اقتدار سے بچانا چاہتا ہے۔

؎ کوڈو اٹلی کے فیشزم کے مترادف ہے۔ مترجم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"نظریۂ منرو" کی رُو سے امریکہ متحدہ کو امریکیوں پر ایک اقتدار حاصل ہے اور یورپین حکومتوں کو اِس برّ اعظم میں نئے عُلاقہ جات یا سیاسی حقوق حاصل کرنے کی سخت ممانعت ہے[۵] جاپان بھی اِسی طرح کے حقوق کا مطالبہ ایشیاء میں کر رہا ہے چنانچہ آراکی کہتا ہے :-

"مشرقِ اقصیٰ کے ممالک مغربی نسلوں کا ہدف بن رہے ہیں۔ لیکن بیدار شدہ جاپان اِس قسم کے مزید مظالم اُن کے ہاتھوں نہیں سہہ سکتا۔ پس یہ شہنشاہ کے ملک کا فرض ہے کہ وہ تمام قوّت و ارادہ کے ساتھ اِن دول کا مقابلہ کرے خواہ وہ کس قدر ہی مضبوط کیوں نہ ہوں طاقت اور ذرائع کی کمی کا خیال نہ کرو کیونکہ سب کچھ تمھاری ہمّت و رُوح پر منحصر ہے۔ اگر کوئی اِس ملک کی ترقی کے راستہ میں حائل ہے تو اُس کو سختی سے کچل دو اور اُس کے لئے کوئی جگہ باقی نہ رہنے دو۔ جہاں تک منچوریا کے مسئلہ کا تعلق ہے کیا یہ آپ کیلئے زرّیں موقعہ پیش نہیں کرتا کہ آپ بیرونی دنیا کو دکھا دیں کہ جاپان اور اُس کی اصلی رُوح اور اُس کی قدر و قیمت کیا ہے۔ اور کیا یہ ایشیاء کے لوگوں کے لئے بھی ایک سنہری موقعہ نہیں کہ وہ یورپ اور امریکہ کے خلاف ایشیاء کی تہذیب و تمدّن کا مظاہرہ کریں"

حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی پیشگوئی پوری ہوئی

پیارے بھائیو! یہ مختصر سی داستان ہے اُس جاپان کی جو ایک عظیم الشان طاقت بن گیا اور ایک مجمل سی تاریخ ہے اُس کوریا کی جس کو اُس نے اپنے ساتھ ملحق کیا۔

تیس۳۰ برس گذرے ایک گمنام درویش نے جس کو لوگ اپنے صوبہ سے بھی باہر نہیں جانتے تھے اور جو اپنے مشاغل میں اِس قدر مصروف تھا کہ اُسے اپنے ملک کی چہ جائیکہ جاپان اور رُوس کی سیاست پر غور کرنے کا موقع ہی نہ ملتا تھا۔ اور نہ اُسے اِس کی کوئی خواہش تھی۔ جنگ کے ابتدائی مراحل کے زمانہ میں یہ زبردست پیشگوئی کی کہ جاپان کو رُوس پر ایک عظیم الشان فتح حاصل ہوگی اور جس کے نتیجہ میں وہ ایک مشرقی طاقت بن جائیگا اور کوریا اپنی آزادی کو کھو دیگا اور یہ پیشگوئی ایسے حالات میں کی گئی کہ جب مغرب کے بیدار مغز سیاسیین تو ایک طرف خود جاپان کے بہترین جرنیل بھی اِس کا وہم و گمان تک نہیں کر سکتے تھے کہ کبھی جاپان جیسا غیر تہذیب یافتہ اور

---

[۵] امریکہ متحدہ کو یہ اختیارات معاہدہ جمعیۃ الاقوام کی دفعہ ۲۱ کی رُو سے دیئے گئے تھے۔ مترجم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نیم وحشی ملک بھی زار کی بے پناہ یلغار کے مقابل فتح حاصل کر سکتا ہے۔

یہ درویش۔ یہ مقدّس آدمی۔ یہ مشرقی پارسا۔ جس نے مشرق میں اس طاقت کے کوریا کی راکھ پر اقتدار اور رُوس کے تذلّل کے متعلق عظیم الشان پیشگوئی کی حضرت احمدؐ مرسل علیہ الصّلوٰۃ والسّلام تھے۔

پیشگوئی کی عظمت اِس بات میں نہیں ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے ایک سیاسی پیشگوئی کی اور وہ پوری ہو گئی بلکہ قابلِ غور بات یہ ہے کہ اِس سے اُس بات کے خدا کی طرف سے ہونے کا ثبوت ملتا ہے۔

پھر اہم بات یہ ہے کہ یہ ایک ایسے شخص کی طرف سے کی گئی جو اپنی طبیعت کے لحاظ سے اپنی مصروفیت کے لحاظ سے اور اپنی ذمّہ واریوں کے لحاظ سے، ایسا تھا کہ اُس کو غالباً یہ بھی علم نہ تھا کہ آیا جاپان اور رُوس کی آپس میں کوئی لڑائی ہے یا یہ کہ کوریا مناقشت کا باعث بن رہا ہے اور ایک ایسے شخص کی طرف سے کی گئی جو اگر سیاسیاتِ عالم کا ایک بنظرِ غائر مطالعہ کرنے والا طالبعلم بھی ہوتا تو بھی اُس کو یہ علم نہ ہو سکتا تھا کہ جاپان رُوس پر فتح حاصل کر لیگا اور کوریا جاپان میں جذب کر لیا جائیگا اور اس کے نتیجہ میں جاپان ایک عظیم الشان مشرقی طاقت بن جائے گا۔

یہ پیشگوئی اِس حیرت انگیز طریق سے پوری ہوئی ہے کہ اگر جاپان کے متعلق کوئی سیاسی قائد کسی قسم کا ذکر بھی کرتا ہے تو اُسے "ایک عظیم الشان مشرقی طاقت" کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ تمام طاقتیں تو مغرب میں ہیں لیکن اِس پیشگوئی کی اشاعت کے بعد مشرق میں صرف ایک عظیم الشان طاقت پیدا ہوئی ہے درآں حالیکہ افغانستان۔ ایران اور ٹرکی بھی مشرق کی طاقتیں ہیں لیکن اُن کو کبھی "ایک عظیم الشان طاقت" کے نام سے یاد نہیں کیا گیا۔

اِس پیشگوئی کو ہم اتفاقیہ کہکر نظر انداز کر سکتے تھے لیکن اُس صورت میں کہ ہمارے سامنے اتنی بڑی اور عظیم الشان دیگر پیشگوئیاں نہ ہوتیں جو سیاسی تغیّرات اور حالات سے متعلق ہیں اور جنہوں نے بڑے بڑے مدبّرین کو بھی حیران کر دیا تھا۔ اور جو اس سے بھی زیادہ حیرت خیز طریق سے پوری ہوئیں۔ مثلاً آپؑ نے بتایا کہ ایران کا قاچار خاندان تباہ و برباد ہو گا۔ تقسیم بنگالہ کا حکم سنہ ۱۹۰۶ء منسوخ کیا جائیگا۔ جنگ عظیم ہو گی جس میں زار اپنا تخت و تاج کھو بیٹھے گا۔ پھر آپؑ نے پیشگوئی کی کہ جنگ میں ترکیہ کو شکست ہو گی لیکن

208

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جلد ہی اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے گا۔ آپ نے پیش ازیں بتا دیا تھا کہ نادر شاہ افغانستان کے تخت پر بیٹھے گا لیکن جلد ہی اس کا انجام حسرتناک ہوگا۔ آپ نے ۱۹۳۰ء کے عالمگیر اقتصادی انحطاط[۵] کے متعلق بھی پیشگوئی کر دی تھی۔ پلیگ۔ انفلوئنزا اور کئی زلازل کے متعلق بھی آپ نے کئی برس قبل انتباہ کر دیا تھا۔ بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ گذشتہ تیس برس سے کوئی ایسا اہم اور مستقل اثر چھوڑنے والا واقعہ نہیں ہوا جس کا ذکر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے الہامات میں نہیں آتا۔

اور یہی بات ہے جس کی بنا پر ہم جاپان کے مشرقی طاقت بننے کی اہمیت کو سمجھ سکتے ہیں۔ اگر اس دُنیا کا کوئی مقصد ہے اور اگر انسان کی زندگی بے فائدہ نہیں اور اگر کوئی خدا ہے جو دُنیا پر حکمران ہے اور اپنے فضل و کرم سے ہمیں دینی و دُنیاوی فیوض سے متمتع کرتا ہے اور اگر وہ ہماری ہدایت کے لئے انبیاءؑ مبعوث کرتا رہتا ہے اور وہ انبیاءؑ خدا تعالےٰ میں ہمارا ایمان پختہ کرنے کے لئے ہمیں نشانات اور معجزے دکھاتے رہتے ہیں تو اس میں بھی کوئی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس نے حضرت احمدؑ مرسل قدنی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی انسان کی روحانی و اخلاقی حیات ثانیہ کے لئے مبعوث فرمایا جس نے دُنیا کے بڑے بڑے واقعات کے متعلق پیشگوئیاں فرمائیں جن میں سے بہت سی پوری ہو چکی ہیں اور بعض کے پورے ہونے کا ابھی انتظار ہے۔ اور اِن سب میں سے جاپان کے اقتدار کی پیشگوئی ایک ہے۔

ہم اپنے اُن قارئین سے جن کو کبھی حضرت احمدؑ مرسل علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعاوی اور آپؑ کی بعثت کے اغراض و مقاصد پر غور کرنے کا موقع نہیں ملا نہایت والہانہ درخواست کرتے ہیں کہ وہ ضرور اس مسئلہ کی طرف توجہ کریں اور نہایت سنجیدگی سے اِس پر سوچیں۔ خدا تعالیٰ کے انبیاءؑ بار بار نہیں آیا کرتے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو اُن کی آواز کو فوراً سُن لیتے ہیں اور دیر نہیں کرتے۔ وَمَا عَلَيْنَا إِلَّا الْبَلَاغُ ؎

(ترجمہ ریویو انگریزی)

عبدالرحیم شبلی بی۔ کام

---

[۵] بلیّۃٌ مالیّۃٌ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فصل الخطاب فی مسئلۃ الحجاب

(یا)

اِسلامی پردہ

(۱۴)

آیت قرآنیہ یٰنساء النبی لستن کاحدٍ من النساء کے دائرہ اثر کو اُمت کی تمام خواتین تک وسیع کر دینے کے غیر درست نقطہ خیال پر گذشتہ قسط میں کسی حد تک نظر کر لی گئی ہے۔ اسی تسلسل میں اس امر کو بھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ تاریخ نزول کے لحاظ سے آیات زیر بحث یٰنساء النبی الیٰ یطھرکم تطھیرا آیت قرآنی یایھا النبی قل لازواجك وبنٰتك ونساء المؤمنین یدنین علیھن کے بعد کی ہیں۔ اور اس دوسری آیت کا شان نزول یہ ہے کہ بدنہاد منافق اور دوسرے بدکردار شریف مُسلم خواتین کو راہ چلتے بھی چھیڑا کرتے تھے تب اللہ تعالیٰ نے مُسلمات کا ایک امتیازی نشان قائم فرمایا۔ اب سوال یہ ہے کہ اگر یٰنساء النبی والی آیات کی رُو سے عورتوں کا گھروں سے باہر نکلنا بند ہو چکا تھا اور اگر کبھی وہ نکلتی بھی تھیں جو پالکی نالکی کی بندشوں میں تو یہ منافقین کی تحقیقات پر ہاتھ ڈالنے کے پیہم مواقع کہاں سے مل جایا کرتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کو بھی ایسی اہم ضرورت کیا پیش آئی تھی کہ لئن لم ینتہ المنافقون ایسی سنہری آیت نازل فرما دی۔ اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ یٰنساء النبی کی آیات ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخصوص تھیں۔ ورنہ صحابیات اس حکم کو سُنکر کبھی اس کی خلاف ورزی کی مرتکب نہ ہو سکتی تھیں۔ اور ان سے یہ بعید تر تھا کہ باوجود ممانعت کے وہ گھروں سے باہر نکلتیں۔ پس یا تو ان آیات کا یہ مطلب نہیں کہ عورتیں اپنے گھروں ہی میں بندھی رہیں اور باہر نہ نکلیں اور یا پھر اس کی مخاطب ازواج مطہرات ہیں عام مومنات سے ان کا کوئی تعلق نہیں۔

209

ہماری اوپر کی بحث سے کوئی غلط کار یہ نتیجہ نہ اخذ کرے کہ گویا ہم بھی زیر بحث آیات کا یہی مفہوم سمجھتے ہیں کہ اس کی مخاطب ہاتھ پاؤں توڑ کر محبوس زنداں ہو جائیں۔ اور یا پالکی وغیرہ کی امداد سے چار مشٹنڈوں کے کندھوں پر چڑھی پھریں۔ ہرگز نہیں۔ اوپر کی تمام بحث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صرف اس لئے اُٹھائی گئی ہے کہ زیر نظر آیات قرآنیہ کے مخاطب کی تعیین و تحدید کے غلط اور غیر درست نظریہ کی تغلیط و تردید کی جاسکے۔ ورنہ اگر مان بھی لیا جائے کہ ان آیات کی مخاطب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے اُمّت کی دوسری عورتیں بھی ہیں۔ تو پھر بھی ان کا یہ مفہوم نہیں کہ عورتوں کو محبوس زندان رکھا جائے۔ انہیں ابدی سکوت کی زندگیاں گذارنے اور اس طرح اپنے تئیں گھلا گھلا کر مار ڈالنے پر مجبور کر دیا جائے۔ اور تمدنی ارتقاء کی ان منازل میں ان کا گذر ہونے دیا جائے جہاں سے گذرے بغیر یہ ایک مبالغہ اور خوش فہمی نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ کوئی قوم اور کوئی ملّت خوش کام و بامراد نہیں ہوسکتی۔ کیونکہ اگر ان آیات کا یہی مفہوم ہے کہ عورتیں گھروں میں ہی رہا کریں۔ اور کلیتاً گھر کی چار دیواری کو نہ چھوڑیں تو پھر ان احادیث کا کیا مطلب ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کو گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت دی ہے۔ چنانچہ بخاری میں حضرت عائشہ رضی کی زبانی حضرت رسول پاک صلعم کا یہ قول مندرج ہے کہ آپؐ نے حضرت سودہؓ کے دریافت کرنے پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں اپنی ضروریات کیلئے گھروں سے باہر نکلنے کی اجازت عطا فرمائی ہے۔ پھر احادیث سے یہ بھی ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ازواج کو بھی اپنے ساتھ سفروں پر لے جایا کرتے تھے۔ عام حالت امن کا تو کیا ذکر تمدّن کے نازک ترین مواقع پر بھی صحابیات کا گھروں سے باہر نکلنا ثابت ہے۔ چنانچہ صحابیات جنگوں میں شریک ہوئیں۔ زخمیوں کو پانی پلانا ان کی نگہداشت۔ ان کی دوائیوں کا انتظام، ان کو میدان جنگ سے اُٹھا لانا۔ مقتولوں کو دفنانا۔ خورد و نوش کا انصرام پھر فوجیوں کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دینا فوج کی ہمّت بڑھانا اور اگر ضرورت ہو تو خود بھی جنگ کے شعلوں میں کود پڑنا غرض فوجیوں کا میڈیکل ڈیپارٹمنٹ اور یہ دوسرے تمام کام قریباً تمام تر انہیں کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ کہنے والے کہہ تو دینگے کہ یہ کام اضطراری حالت میں کیئے گئے اس لئے ان سے حُجّت نہیں پکڑی جاسکتی۔ لیکن سوال تو یہ ہے کہ کیا گھروں کی چار دیواریوں میں دفنائی ہوئی نازنین، گھر سے باہر کی گرد و ہوا سے بھی مَیلی ہو جانیوالی نازک اندام، دو قدم چلنے کے لئے بھی پالکیوں کے ذریعہ چار چار کہاروں کے کندھوں پر چڑھنے والی پاکدامنیں بھی اس قابل ہوسکتی ہیں کہ جنگ کے پُرآشوب آفات میں میدان کارزار میں یہ کام سرانجام دے سکیں۔ کیا بغیر تربیت کے یہ چیزیں حاصل ہوسکتی ہیں۔ کیا اپنے جُھلوں میں دبی ہوئی، باہر نکلتے وقت طویل و عریض گھنونی چادروں میں لپٹی ہوئی وہ عورتیں جن کی نگاہیں گھروں کے تنگ و تنگ صحنوں کی محدود و مقید وسعتوں ہی میں سمٹ کر رہ گئی ہوں۔ گھر کی چوکھٹ سے باہر قدم پڑتے ہی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جو ڈگمگا جاتی ہوں غیر مرد کی محض آواز کا سُننا ہی جن پر لرزہ طاری کر دیتا ہو۔ اس قابل ہو سکتی ہیں کہ جنگجو آنہ زندگی کی کوئی ساعت بھی بسر کر سکیں، یہ چیزیں تجربہ چاہتی ہیں۔ ممارست و مزاولت کی خواہاں ہیں۔ اس کے بغیر امور جنگی کی سرانجام دہی نہیں ہو سکتی، اندرون خانہ کی بہلانے والی فضا میں پلنے والی عورتیں کسی مرد کی آواز سُنکر مُنہ لا نہ وما یوسانہ چیخیں مار سکتی ہیں۔ لیکن دشمن کو دہلا دینے والے جنگی نعرے ان سے بلند نہیں ہو سکتے۔ جھولے میں جھولتے ہوئے بچّوں کو یہ سُریلی و خواب انگیز لوریاں سُنا سکتی ہیں۔ لیکن میدان کارزار میں رزمیہ اشعار ان سے نہیں پڑھے جا سکتے۔ سنگار کے وقت پازیبوں اور کام کے وقت دست پناہ اور اس کے حلقے کی چھنچھناہٹ یہ سُن سکتی ہیں لیکن اسلحہ جنگ کی جھنکار کا سُننا ان کے بس کا نہیں۔ ان کی نرم و نازک انگلیاں سوئی، کروشیا اور بُننے کی سلائیوں سے کھیل سکتی ہیں، لیکن تیر و شمشیر کے کھیل کا کھیلنا۔ ایں خیال است و محال است و جنوں۔

پس بیشک یہ اضطراری حالات تھے جن کے باعث مُسلم خواتین کو ایسے کام سرانجام دینے پڑے لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ پھر کس وقت ملّت اسلامیہ کو ان حالات میں سے گذرنا پڑیگا۔ پس اسلام ایسا پردہ حتماً تجویز نہیں کر سکتا جس کی وجہ سے عورتیں بے دست و پا ہو کر ایسے تمام امور کی سرانجام دہی کے ناقابل و ناکارہ ہو جائیں ۔ (باقی دارد)

المبشّر ٹریکٹ سیریز کے ٹریکٹوں کا یہ سلسلہ حال ہی میں ہمارے عزیز نوجوانوں نے الحکم منزل سے شروع کیا ہے یہ تیسرا نمبر ہے۔ جو میرے سامنے کیا بلحاظ وضع قطع اور کیا باعتبار ترتیب مضامین ایک قابل قدر مجموعہ ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ اگر پبلک کی طرف سے حوصلہ افزائی کی گئی جو ضرور ہونی چاہیئے تو یہ سلسلہ جاری رہیگا اور خوب ترقی کرے گا۔ ایک سال کے ٹریکٹوں کے لئے ایک روپیہ آٹھ آنے بھیج کر ایم۔ ایس عرفانی دفتر ٹریکٹ المبشّر قادیان سے طلب فرمائیں ۔

تحفہ شاہزادہ ویلز } یہ کتاب پہلے بارہ آنے کو ملتی تھی اب ابوالفضل محمود صاحب نے اسے شائع کیا ہے اور دو دو آنے میں دے رہے ہیں۔ احباب منگوا کر تبلیغ و اشاعت کا ثواب حاصل کریں ۔

210

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پادریوں کا عقیدہ تثلیث

مجھے کہا گیا ہے کہ اس وقت مَیں آپ کے سامنے مسیحی کلیسیا کے ذات باری کے تعلق میں تثلیثی عقیدہ کے متعلق کچھ عرض کروں۔ اور عقلی دلائل و شواہد کو پیش کرتے ہوئے بتلاؤں کہ مسیحی حضرات کی یہ تثلیثی خوش فہمیاں کسی صحیح بنیاد پر قائم و برقرار نہیں۔ اور عقل و دانشِ انسانی کی کسوٹی انہیں غلط، ناقص، کاسد اور ناقابل التفات و اعتناء قرار دیتی ہے۔

اس مقصد کے لئے بجائے اس کے کہ اس پانچ منٹ کی مختصر و محدود فرصت میں عقلی دلائل کی کوئی فہرست آپکے سامنے رکھوں مناسب ہوگا کہ تثلیث کے بارہ میں عیسائیوں کا عقیدہ جامع خود انہیں کے الفاظ میں بیان کر دیا جائے۔ اس کا ایک فائدہ تو یہ ہے کہ مسیحی کلیسیا کی تثلیثی فن کاری کے جملہ پہلوؤں سے آپ خود عیسائیوں کی بیان و تجویز کردہ توجیہات کے ساتھ واقف و آگاہ ہو سکینگے۔ اور ان کے خدا کی تین ارکان پر مشتمل جیوری اپنی اصلی اور حقیقی شکل میں آپکے سامنے آ جائیگی۔

اور اس کا دوسرا فائدہ یہ ہے کہ بجائے خود اس عبارت کے سُننے سے جو عقیدہ تثلیث کی تشریح میں عیسائی کلیسیا کے سرگرم ترین ممبروں اور اپنے مقدّس نجات دہندہ کے فرمانِ مقدّس کے خلاف بنی اسرائیل سے علاوہ دیگر اقوام عالم کی گردنوں میں بھی ربقۂ مسیحیت ڈالنے کی مہم کے زبردست اراکین نے ترتیب دی ہے آپ علیٰ وجہ البصیرت اس صداقت پر قائم ہو سکیں گے کہ مسیحی مسلّمات کا یہ پہلو سخت تربودا اور بیحد کمزور ہے۔

تثلیث کے بارہ میں مسیحی حضرات کا عقیدہ جامع جس پر اُن کی نجات کا دار و مدار ہے اور جسے ان کی اصطلاح میں اتھاناسیس کا عقیدہ کہتے ہیں کیونکہ اس تمامتر عجوبہ کاری کا تمامتر موجب اتھاناسیس نامی شخص تھا۔ ذیل میں درج کرتا ہوں۔ اس تمام عبارت کے ہر فقرہ اور ہر فقرہ کے ہر لفظ کو کمال غور سے سُنئے اور غور کیجئے۔ مسیحی دُنیا کی ریاضی دانی اور حساب فہمی پر اور پھر بتلائیے، کیا کوئی صحیح الدماغ انسان صداقت اور سلامت روی کی راہ سے بے راہ ہوئے بغیر اسے اپنے عقائد میں داخل کر سکتا ہے اور عقائد بھی وہ جن پر آخری نجات کا دارمدار ہو۔ عقیدہ جامع یہ ہے:-

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"جو کوئی نجات کا وارث ہونا چاہتا ہے اس کو سب سے پہلے ضرور ہے کہ عقیدہ جامع پر ایمان رکھے۔ اس ایمان کو جو کوئی بے کم و کاست اور بے خلل محفوظ نہ رکھے وہ بے شک ابدی ہلاکت میں پڑیگا۔ عقیدہ جامع یہ ہے کہ ہم تثلیث میں خدائے واحد کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کریں، نہ اقانیم کو مخلوط کریں نہ جوہر ذات کو تقسیم۔ اقنومیت اب کی اور ہے ابن کی اور، اور روح القدس کی اور لیکن باپ بیٹا اور روح القدس کی الوہیت ایک ہی ہے۔ جلال برابر۔ عظمت ازلی اور یکساں۔ جیسا اب ہے، ویسا ہی ابن ہے، اور ویسا ہی روح القدس ہے۔ اب غیر مخلوق، ابن غیر مخلوق، روح القدس غیر مخلوق۔ اب غیر محدود، ابن غیر محدود، روح القدس غیر محدود۔ اب ازلی۔ ابن ازلی۔ روح القدس ازلی تو بھی تین ازلی نہیں بلکہ ایک ازلی۔ اسی طرح تین غیر مخلوق نہیں نہ غیر محدود بلکہ ایک غیر مخلوق اور ایک غیر محدود۔ اسی طرح اب قادر مطلق، ابن قادر مطلق، روح القدس قادر مطلق۔ تو بھی تین قادر مطلق نہیں بلکہ ایک قادر مطلق۔ ویسا ہی اب خدا۔ ابن خدا، روح القدس خدا۔ تسپر بھی تین خدا نہیں بلکہ ایک خدا۔ اسی طرح اب خداوند، ابن خداوند، روح القدس خداوند۔ تو بھی تین خداوند نہیں بلکہ ایک خداوند۔ کیونکہ جس طرح مسیحی حقیقی ایمان ہمیں قائل کرتا ہے کہ ہر ایک اقنوم جدا گانہ خدا اور خداوند ہے اسی طرح عقیدہ جامع کی رو سے یہ کہنا منع ہے کہ تین خدا یا تین خداوند۔ اب کسی سے مصنوع نہیں نہ مخلوق نہ مولود ابن صرف اب سے ہے نہ مصنوع نہ مخلوق بلکہ مولود ہے، روح القدس ابن و اب سے ہے نہ مخلوق نہ مصنوع نہ مولود بلکہ نکلتا ہے۔ پس ایک اب ہے نہ تین آبا۔ ایک ابن ہے نہ تین ابنا۔ ایک روح القدس ہے نہ تین ارواح القدس اور اسی تثلیث میں کوئی مقدم یا مؤخر نہیں کوئی کبیر یا صغیر نہیں بلکہ ہر سہ اقانیم ہم قدم اور ہم قدر ہیں۔

الغرض ہر امر میں جیسا کہ بیان ہوا تثلیث میں توحید کی اور توحید میں تثلیث کی پرستش کرنی چاہیئے۔ پس جو کوئی نجات کا وارث ہونا چاہتا ہے تثلیث کی نسبت یہی رائے رکھے"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں حیرت انگیز ترقی ہے اور اس عرصہ کو ہم تین اَدْوار میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

۱۔ زمانۂ مدافعت یعنی ۱۸۵۳ء لغایت ۱۹۰۶ء یعنی روس و جاپان کی جنگ کے خاتمہ تک۔

۲۔ زمانۂ استحکام یعنی ۱۹۰۶ء سے ۱۹۱۸ء یعنی محاربہ عظیم کے خاتمہ تک۔

۳۔ زمانۂ ترقیٔ معیشت یعنی ۱۹۱۸ء سے آج تک۔

خارجی تعلّقات

۱۸۵۲ء میں امریکہ کے صدر فلیمور نے کاموڈور پیری کو جاپان سے دوستانہ تجارتی تعلّقات قائم کرنے کیلئے بھیجا تھا۔ اُس وقت سے پہلے جاپان قریباً دو سو برس تک پردۂ اخفا میں رہا۔ اور بیرونی دُنیا کے ساتھ اُس کا کوئی تعلق نہ تھا۔ یہ وہی وقت تھا جب دوَل یورُپ اپنے تجارتی و سیاسی مقبوضات کی توسیع کر رہی تھیں اور دُنیا کی منڈیوں اور نوآبادیوں پر قبضہ جما رہی تھیں۔ افریقہ کے متعلق جب وہ اپنی باہمی رقابت کا فیصلہ نہ کر سکیں تو انہوں نے ایشیاء کی طرف رجوع کیا۔ مشرقِ بعید میں مغرب کی اِس مداخلت کو مذموم متصور کیا گیا۔ لیکن دوسرے مشرقی ممالک کی طرح جاپان بھی اُس کا مقابلہ کرنے سے عاجز تھا۔ بالآخر معاہدات ہوئے جن کی رو سے مغربی طاقتوں کو جاپان کو بعض حقوق دینے پڑے اور اپنے اختیاراتِ محصول بندی میں کمی کرنا پڑی۔ "دوستی اور صلح کاری" کا پہلا معاہدہ اُس نے امریکہ سے ۱۸۵۴ء میں کیا۔ اِس کے معاً بعد ہی اُس کو ہالینڈ۔ برطانیہ عظمیٰ اور فرانس سے معاہدات کرنے پڑے، جن کی رُو سے اُس نے "دوستانہ مراعات" دیں۔

تہذیب و تمدّن کی طرف قدم

لیکن یہ تذلّل۔ یہ قومی وقار کو صدمہ۔ یہ حقارت آمیز سلوک جو اُس سے روا رکھا گیا جاپان کے دِل میں ایک عرصۂ مدید تک کھٹکھتا رہا۔ اور اُس نے اُس وقت تک چین نہ لیا جب تک کہ یہ ذلّت کا ٹیکا اُس کی پیشانی سے دُور نہ ہو گیا۔ لیکن اُس کو دُور کرنے کے لئے جاپانی قوم اور جاپانی دفترِ خارجہ کو قربانیوں اور مصائب کا ایک لمبا عرصہ صرف کرنا پڑا۔ ۱۸۵۴ء سے لیکر ۱۸۹۴ء یعنی پورے چالیس برس تک جاپان کو اپنی تمام سیاسی ذہانت اور گفت و شنید کی مہارت اِن معاہدات میں ترمیم کروانے پر صرف کرنی پڑی۔ ۱۸۹۴ء میں بعض مراعات منسوخ کر دی گئیں۔ لیکن محصولات کی مکمّل خود مختاری حاصل کرنے کیلئے اُسے ۱۹۱۱ء تک یعنی سترہ برس مزید انتظار کرنا پڑا۔ اسی عرصہ میں جاپان کو یہ بھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرات! یہ ہے عیسائیوں کا وہ مایہ ناز مسئلہ جس کی تعریف و توصیف میں ان کی زبانیں خشک ہو جاتی ہیں اور جس کی تلقین کیلئے یہ گروہ ادھار کھائے بیٹھا ہے، دیکھا آپ نے کہ ذات باری کے تعلق میں کیسا عقل انسانی کے خلاف عقیدہ انہوں نے پیدا کیا ہے۔ یہ لوگ نہ تو مسلمانوں کی طرح سیدھے سادھے اور ہموار طریق سے ذات باری کو محض واحد قرار دیتے ہیں اور نہ تری موریتیوں کی طرح الگ الگ تین خداؤں کے علی الاعلان قائل ہیں۔ بلکہ ان کی گردن تسلیم اسی ناقابل تسلیم اور بے معنی نقطۂ خیال پر جھکتی ہے کہ خدا تو ایک ہے لیکن اس میں باپ، بیٹا اور روح القدس نام کے تین اقنوم یعنی شخصیتیں ہیں۔ جو تینوں کی تینوں ذوی العقول ہیں۔ تینوں ازلیت، ابدیت، الوہیت اور جملہ صفات کمال میں برابر ہیں۔ مگر تینوں الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی ذات واحد کے تین اقنوم ہیں۔ اس لئے نہ وہ توحید کے مقلد ہیں نہ تثلیث کے ماننے والے بلکہ توحید فی التثلیث اور تثلیث فی التوحید کے ایک ایسے بے معنی عقیدہ کو تسلیم کئے بیٹھے ہیں۔ جس کے مفہوم کو عقل و دانش اپنی تمامتر سعیوں اور کوششوں کے باوصف اخذ کرنے سے حتماً عاجز و قاصر ہے۔ اور یہ محض ہمارا ہی خیال نہیں کہ عیسویت کی تثلیث کوئی صحیح الدماغ انسان نہیں سمجھ سکتا بلکہ خود مسیحی عقیدتمندوں کا اپنا مذہب بھی اس بارہ میں یہی ہے چنانچہ جری اللہ فی حلل الانبیاء کے مقابلہ میں بمقام امرتسر عیسائی نمائندہ عبداللہ آتھم نے صاف اور غیر مشتبہ الفاظ میں اس کا اقرار کیا تھا کہ "کثرت فی الوحدت ایک ایسا مسئلہ ہے کہ نہ اس کا سمجھنے والا پیدا ہوا نہ ہوگا"۔

مسیحیت کے علمبرداروں نے ذات باری کے متعلق اپنے عقیدہ کو تثلیث فی التوحید کی بندش کا جھلملاتا ہوا لباس پہنایا تو سہی۔ لیکن یہ کرتے ہوئے اس بات کی کچھ پرواہ نہ کی کہ اگر اسی عقیدہ سے توریت اور دوسرے الٰہی صحیفوں کی تغلیط ہوتی ہے تو بارے وہ عقل و فہم کے ذریعہ ہی ثابت کیا جاتا لیکن طرفہ تو یہ ہے کہ ان مدعیان عقل و دانش کو عقل کی راہ سے بھی عجیب تر بے پرواہی اور ناآگاہی ہے، گویا ان کے نزدیک استدلال عقلی کو مذہب سے کوئی لگاؤ نہیں اور نہ ہی عقل سلیم کو یہ حق پہنچتا ہے کہ توحید و تثلیث کی بحث میں اپنی شہادت پیش کر سکے۔ دسیسہ کار پادریوں کو دوسروں کی خردہ گیری سے عادی مجرموں کے متعلق کیا یہ امر موجب تعجب نہیں کہ اپنے مذہب کی طرف ایک نگاہ غلط انداز بھی نہیں ڈالتے تا اس کی صداقت و بطالت کا اندازہ ہی کر سکیں + پس عیسائیوں کی تین اقنوموں پر مشتمل جیوری یا ان کا عقیدہ تثلیث

Digitized by Khilafat Library Rabwah

المقتبسات و الملتقطات

مذہب اسلام اور کمزور اقوام

دنیا میں ایسی مثالیں بہت سی مل سکتی ہیں کہ عیسائیوں اور ہندوؤں نے محتاجوں۔ غریبوں اور مفلسوں کی دستگیری اور امداد کیلئے محتاج خانے۔ شفاخانے اور خیرات خانے قائم کیئے ہوں۔ سدا برت اور پیاؤ لگائے ہوں۔ لیکن ایک بھی مثال ایسی نہیں مل سکتی کہ جو لوگ اور جو قومیں اپنے جائز حقوق انسانیت سے محروم ہیں ان کے وہ حقوق انہیں واپس دیدیئے گئے ہوں۔ ہندوستان کے قدیم باشندے جواب سے دو ہزار سال پہلے فتحمند آریوں کے مقابلہ میں شکست یاب ہو کر شودر۔ اچھوت۔ چنڈال۔ ہریجن۔ کمین۔ غلام۔ خدمتگار قرار دیئے گئے وہ آج تک دو ہزار سال گذرنے کے بعد بھی کم و بیش اسی حالت میں نظر آتے ہیں اور ان کی ذلت و محکومی و غلامی مستقل رکھنے کے لئے ایسے ایسے زبردست سامان کیئے گئے جن سے ان کا آزاد ہونا آجتک غیر ممکن رہا ہے۔ ان کو جاہل رکھنے اور ان کی دماغی نشو و نما روکنے کی دور رس اور محکم تجاویز نے ان کے اندر سے ترقی کرنے اور اعلیٰ مرتبہ پر پہنچنے کی تمنا اور آرزو تک کا استیصال کر دیا ہے اور وہ اپنی اسی ذلیل حالت پر ہزارہا سال سے مطمئن اور رضامند چلے آتے ہیں۔ وہ خود اپنے کو پلید یقین کرتے اور کسی دو جنمہ ہندو مثلاً برہمن وغیرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کو نہیں چھوتے عبادت گاہوں اور مندروں میں وہ دو جنمہ ہندوؤں کے ساتھ ملکر خدائے تعالیٰ کی عبادت بھی نہیں کر سکتے گویا ان کا پیدا کرنے والا بھی کوئی دوسرا ہی خدا ہے۔ وہ جس طرح ہر ایک مکان میں داخل نہیں ہو سکتے ہر ایک عبادتگاہ میں عبادت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح بعض راستوں اور شہروں کے بعض محلوں کی سڑکوں پر بھی نہیں چل سکتے۔ وہ خاص خاص قسم کی لذیذ غذائیں تیار کرنے اور کھانے کا بھی حق نہیں رکھتے۔ مثلاً اگر گھی کا پکوان پکائیں تو ہندوستان کے بعض علاقوں میں اس جرم کی پاداش میں خوب پٹنا اور مار کھانا ہے۔ اچھوتوں کی ان مصیبتوں کو کم کرنے اور اچھوتوں کو کامل انسانی حقوق عطا کرنے اور ان انسانیت کش قیود کے دور کر دینے کا رحم دل اور خیرات کر دینے والے ہندوؤں کو خیال بھی نہیں آتا اور خیال کیسے آسکتا ہے جبکہ وید اور منوسمرتی وغیرہ مذہبی شاستر اور ہزارہا سال کا طرز عمل آجتک موجود ہے اور اسی لئے ان قیود کے باقی رکھنے پر ان کو اصرار ہے۔ اسی طرح یورپین لوگوں کے عبادت خانے میں کوئی ہندوستانی پادری امامت کا عہدہ

212

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نہیں پا سکتا۔ اب اسلام اور مسلمانوں کی حالت پر غور کیجئے کہ صحابہؓ کی جماعت سے بڑھکر مسلمانوں میں کوئی جماعت مستحق اکرام نہیں سمجھی جاتی۔ صحابہ کرامؓ میں بلال حبشی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی ہیں جو غلام تھے ایک سے زیادہ مرتبہ فروخت ہو کر مختلف خاندانوں میں خدمتگاری و غلامی کر چکے تھے سیاہ فام تھے۔ جب اسلام میں داخل ہو کر نور ایمان سے منور ہوئے تو عرب کے شریف سے شریف خاندانوں کے فرمانروا سلطانوں کو ان کے پاؤں دبانے اور فاروق اعظمؓ جیسے عظیم الشان و جلیل القدر خلیفہ و شہنشاہ کو "میرے سردار بلالؓ" کہکر مخاطب کرنے میں کوئی تامل نہ تھا۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ جو عرب جاہلیت کے نزدیک غلام بن غلام کہے جاتے ایک جرار فوج کے سپہ سالار ہیں اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی فوج کے ایک سپاہی ہیں۔

حضرت فاروق کی مثال

حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں جب مدینہ منورہ سے بیت المقدس تک سفر کیا تو اس سفر میں ایک غلام آپ کے ساتھ تھا۔ کچھ دُور آپؓ اونٹ پر سوار ہوتے اور غلام اونٹ کی نکیل پکڑ کر آگے آگے پیدل چلتا۔ پھر اتنا ہی دُور غلام اونٹ پر سوار ہوتا اور آپ اس کی نکیل پکڑ کر آگے آگے چلتے۔ اسی طرح یہ تمام سفر طے ہُوا۔ اور جب بیت المقدس پہنچے تو غلام اونٹ پر سوار اور خلیفۃ المسلمین نکیل پکڑے ہوئے پیدل آگے آگے چل رہے تھے۔ اسلام نے غلام کے یہ معنی بنائے اور ایک ضعیف گروہ کو اس بلندی پر پہنچایا۔

اسلام سے پہلے ملک عرب میں غلام یا باندی بچہ ہونا انتہائی ذلت کی بات سمجھی جاتی تھی۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زیاد بن سمیہ کو جن کی ماں سمیہ حارث بن کلاب ثقفی کی باندی تھی فارس کا دلیر اسے بنایا۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں ایک غلام ابو المہاجر قیروان کا گورنر اور سپہ سالار مقرر کیا گیا۔ طارق بن زیاد جو موسیٰ بن نصیر کا آزاد کردہ غلام تھا سپہ سالاری کے عہدے پر فائز ہُوا اور اسی نے ہسپانیہ کا ملک فتح کیا اور اسی کے نام سے جبل الطارق مشہور ہے۔

خلافت بنو امیہ

عہد خلافت بنو امیہ میں غلاموں اور ایران کی مفتوح قوم اور افریقہ کے مفتوح و مغلوب لوگوں کو برابر صوبوں کی حکومتیں اور فوجوں کی سپہ سالاریاں ملتی رہیں اور کسی عربی النسل لشکر نے اس لئے بغاوت نہیں کی کہ ہمارے اوپر غیر عرب اور مفتوح قوم کے لوگوں کو سرداری کیونکر دی گئی۔ ابراہیم بن عثمان المعروف بہ ابو مسلم خراسانی ایرانی النسل تھا۔ اصفہان میں پیدا ہُوا تھا۔ چارجامہ دوزی کا کام کرتا تھا عہد حکومت اسلامیہ میں ترقی کر کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر پہنچ سکا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ خاندان بنو امیہ سے حکومت و سلطنت نکال کر خاندان بنو عباس کو تخت خلافت دلوا سکا۔ ایران و خراسان کے بہت سے لوگوں نے اسلامی عہد حکومت میں وزارتیں۔ سپہ سالاریاں اور اعلیٰ سے اعلیٰ عہدے حاصل کیئے۔ اور بسا اوقات مسلمانوں نے خود ان لوگوں کو تخت حکومت سپرد کیئے۔ برامکہ کا مشہور خاندان مجوسی النسل تھا۔ خلیفہ واثق باللہ عباسی نے اپنے ترکی غلام اشناس نامی کو جمیع امور سلطنت کا ذمہ دار اور مدار المہام خلافت بنا دیا تھا۔ اسی طرح اور بھی بہت سے ترکی غلام وزارت و سپہ سالاری کے اعلیٰ مدارج تک عہد خلافت عباسیہ میں ترقی کرتے رہے۔ سجستان میں یعقوب بن لیث جو ٹھٹھیرے کا کام کرتا تھا ترقی کر کے گورنری اور بادشاہی تک پہنچا۔

دیلم کا ایک ماہی گیر خاندان اسلامی عہد حکومت میں ترقی کر کے نہ صرف وزارت عظمیٰ تک پہنچا بلکہ حقیقتاً عرصہ دراز تک مسلمانوں پر خود مختارانہ حکومت کرتا رہا۔ شمالی افریقہ میں بربری قوم انتہا درجہ کی وحشی۔ غیر مہذب اور جرائم پیشہ قوم تھی۔ مسلمانوں نے بربر کا علاقہ فتح کر کے اس قوم کو مغلوب کیا۔ اور پھر ان پر اپنی تہذیب کا ایسا اثر ڈالا کہ چند ہی سال کے بعد اس قوم کے افراد مسلمانوں کی فوجوں کے سپہ سالار اور صوبوں کے گورنر تھے اور بالآخر اسلام کی تعلیمات حقہ سے فیضیاب ہونے کے بعد انہوں نے بڑی بڑی زبردست سلطنتیں قائم کیں اور اپنی علم دوستی اور معارف پروری میں مشہور ہوئے۔ مصر کا ملک صحابہ کرام ہی کے زمانہ میں فتح ہو کر سلطنت اسلامیہ کا جزو بن چکا تھا۔

غلاموں کی حکومت

مسلمانوں کی حکومت اور ان کے مذہب کا یہ اثر تھا کہ مصر میں پونے تین سو سال یعنی سنہ ۶۵۰ھ سے سنہ ۹۲۳ھ تک مملوک یعنی غلام ہی یکے بعد دیگرے عام ملکی انتخاب کے ذریعہ مصر کے بادشاہ بنتے رہے اور مصر کی سلطنت کا یہ زمانہ مملوکوں کا عہد حکومت کہلاتا ہے۔ ان غلاموں کی حکومت میں بڑے بڑے سادات و شیوخ و علماء مددگار سلطنت تھے اور اسلام نے ان کی سلطنت میں خوب نشو و نما پائی۔ کردستان کا علاقہ ہمیشہ قیصر و کسریٰ کا لگد کوب رہا تھا اور کرد قوم کو اسلام سے پہلے کبھی سرداری و سروری حاصل نہیں ہوئی تھی۔ عہد اسلامیہ میں کرد قوم حکومت و سلطنت پر فائز ہوئی اور ساری دنیا جانتی ہے کہ سلطان صلاح الدین ایوبی جس نے یورپ کی مجموعی طاقت اور عیسائیوں کے سپہ سالار رچرڈ شیردل کو ناک چنے چبوائے اور اپنی شجاعت اور شرافت اخلاق کا ساری دنیا میں سکہ بٹھا دیا۔ اسی کرد قوم کا ایک فرد تھا۔ زنگی اور حبشی لوگوں کو قدیم سے قوموں نے ذلیل و بے توقیر سمجھ رکھا تھا۔ لیکن اسلام اور حکومت اسلامیہ کا اثر تھا کہ زنگیوں کی سلطنتیں شام و عراق اور فارس و بحرین میں قائم ہوئیں۔

213

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان میں اسلامی مساوات

ہندوستان جب مسلمانوں کے قبضہ میں آیا تو دس غلام بادشاہوں نے ہندوستان پر حکومت کی جن میں سب سے پہلا بادشاہ سلطان قطب الدین ایبک تھا یہ اسلام ہی کا اثر تھا کہ ہندوستان کے ایک حجام قوم کے خدمتگار کو سلطان محمود غزنوی نے اپنی فوج کا سپہ سالار بنایا اور راجہ کا خطاب دیا۔ سلطان علاؤالدین خلجی نے اور اس کی اولاد نے ملک گجرات کی اچھوت قوم کے ... کئی اشخاص کو سپہ سالاریوں اور وزارتوں کے عہدے دیئے۔ سلطان محمد تغلق اور خاندان تغلق کے دوسرے سلاطین نے کلال قوم کو جو ہندوستان کی اچھوت قوموں میں شامل تھی اوج عزت پر پہنچایا اور کلال نومسلموں کو سپہ سالاریاں اور ملکیں کی صوبہ داریاں عطا کیں۔ سلطان فیروز تغلق نے اچھوت اقوام کے بچوں کو تعلیم دلانے اور سرکاری خزانے سے ان کی پرورش و تربیت کر کے اعلیٰ مدارج پر پہنچانے کے لئے ایک مستقل محکمہ قائم کیا اور ان لوگوں نے بڑے بڑے مراتب پائے اور ان میں سے بعض صوبوں کی گورنری تک پہنچے۔ لودی خاندان کے عہد حکومت میں اچھوت اقوام کو بہت زیادہ ترقی کا موقع ملا اور کایستھ قوم جو شودروں میں شامل تھی۔ سلطان سکندر لودی کی توجہ اور نگہداشت کے نتیجے میں ہندوستان کی سب سے زیادہ تعلیم یافتہ قوم بن گئی۔ اور سلطنت اسلامیہ کے تمام دفاتر کایستھوں ہی کے قبضے میں آ گئے۔ اسی طرح اور بھی بہت سی شودر قوموں کو جو ہزاروں سال سے ہندو شاستروں کے احکام کے موافق ذلت و غلامی کی زنجیروں میں جکڑی چلی آتی تھیں۔ مسلمانوں کی وجہ سے سانس لینے اور ترقی کرنے کے مواقع میسر آئے اور وہ اپنے آپ کو انسانوں میں شمار کرنے کے قابل ہوئیں۔ اس زمانہ میں بھی جس کو آزادی و روشنی کا زمانہ کہا جاتا ہے کوئی غیر مسلم حکومت ایسی مثالیں پیش نہیں کر سکتی جیسے مسلمان اپنی حکومت میں ہمیشہ پیش کرتے رہے ہیں۔ غرض اس بات سے ہرگز ہرگز انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اسلام کا سب سے بڑا کارنامہ دنیا میں غلام اور مجبور قوموں کو آزاد کرانا اور پست و ذلیل جماعتوں کو ابھار کر اور اٹھا کر اعلیٰ مقام پر پہنچانا اور عالم انسانیت میں مساوات و اخوت کا قائم کرنا ہے اور تاریخ اسلام اس کی تصدیق کرتی ہے اور کوئی دوسرا مذہب اس معاملے میں اسلام کا شریک و مثیل و نظیر نہیں ہو سکتا ؞ (ماخوذ از زمیندار)

البیانُ الوفیٰ فی معنی التوفی

مولانا چوہدری تاج الدین صاحب مولوی فاضل نے لفظ توفی بمعنی وفات کے ثبوت میں نہایت مدلل بحث کی ہے یہ اپنی طرز پہلا جامع مضمون ہے صرف چار آنے کے ٹکٹ بھیج کر منگوائیں ؞

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بنگر اے قوم نشانہا خداوندِ قدیر

سونے والو جلد جاگو یہ نہ وقتِ خواب ہے ٭ جو خبر دی وحیِ حق نے اس سے دل بیتاب ہے
زلزلے سے دیکھتا ہوں میں زمیں زیر و زبر ٭ وقت اب نزدیک ہے آیا کھڑا سیلاب ہے
کوئی کشتی اب بچا سکتی نہیں اس سیل سے ٭ حیلے سب جاتے رہے اک حضرتِ تواب ہے

(۴ مئی ۱۹۰۵ء)

مندرجہ بالا اشعار حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے الندآء من وحی السماء میں شائع کیئے اور دنیا نے ان کی صداقت کا نظارہ مختلف علاقوں میں دیکھا۔ بہار کا زلزلہ جو موسم بہار میں حسب وحی مقدس آیا۔ اسی کے ساتھ بارش و سیلاب نے اپنا زور دکھایا۔ اگر کچھ کسر تھی۔ تو اب پوری ہو گئی۔ چنانچہ مشہور مخالف سلسلہ اخبار پیسہ کا مندرجہ ذیل شذرہ پڑھ لیجئے۔ کہ واقعات کس طرح پر تصدیق پر مجبور کر رہے ہیں:۔

"بہار میں زلزلہ نے جو قیامت بپا کی تھی۔ وہ ابھی تک لوگوں کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ لیکن اب کثرت باراں نے جو آفت ڈھائی ہے وہ زلزلہ کی مصیبت عظمیٰ سے بھی بڑی ہے۔ بہار کے بڑے بڑے دریا کناروں سے اچھل پڑے ہیں۔ ہوائی جہاز سے دیکھنے پر معلوم ہوا ہے۔ کہ ہزارہا میل کا رقبہ سمندر بن گیا۔ مونگھیر اور مظفر پور کے اضلاع میں تو گاؤں کے گاؤں غرق ہو گئے ہیں۔ ہوائی جہاز سے دیکھنے پر صرف چند پختہ مکانات کی چھتیں نظر آتی ہیں۔ یا مساجد کے مینار اور مندروں کے کلس نظر آتے ہیں۔ پٹنہ اور گیا کے شہر غرق ہو گئے ہیں۔ وہ پانی میں اس طرح محسوس ہیں جیسے جزیرہ ہوتا ہے۔ پٹنہ کے جنوب میں دریا کا بند ٹوٹ گیا۔ اور دریا کا پانی دفعتہً شہر میں گھس آیا جس سے ایک گھنٹہ کے اندر چاروں طرف قدِ آدم پانی ہو گیا۔ بعض لوگ گلے تک پانی میں بھاگ رہے تھے۔ بعض مکانوں کی چھتوں اور درختوں پر چڑھ گئے۔ تار اور ٹیلیفون کے ستون چونکہ بہ گئے ہیں اس لئے اندرون ملک کا حال معلوم نہیں ہو سکا۔ بہت لوگ بھوکے پیاسے درختوں پر بیٹھے ہیں۔ شاہ آباد اور جہان آباد کے علاقہ میں قدِ آدم پانی بہ رہا ہے۔ الغرض بہار کا سارا علاقہ زیر آب ہے۔ بعض پلوں کے اوپر سے پانی بہ رہا ہے۔ جس کی وجہ سے آمد و رفت بند ہو چکی ہے۔ نوابی سڑک پر ریلوے پل کے اوپر پانی بہ رہا ہے پٹنہ اور گیا میں کشتیاں چل رہی ہیں۔ حکام نے بہت سی کشتیاں مختلف مقامات کو روانہ کی ہیں۔

الغرض ۴ ہزار مربع میل علاقہ گویا سمندر میں تبدیل ہو گیا ہے۔ ابھی موسلا دھار بارش کا سلسلہ بدستور جاری ہے۔ پٹنہ جنکشن گرد و نواح کے زیر آب ہے اس لئے ڈاک اور ایکسپریس ٹرینوں کی آمد و رفت بند ہے"۔

جبش کے تمدنی معاشرتی حالات

ایبی سینا پر ۱۶ سو سال سے عیسائی فرمانروا حکومت کرتا

214

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے، ایبی سینا کا دوسرا نام ایتھوپیا ہے اور مسلمان اس کو حبشہ کے نام سے مخاطب کرتے ہیں عہد رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض مسلمانوں نے جو کفار عرب سے تنگ آ چکے تھے شاہ ایبی سینا کی پناہ لی، اسوقت وہاں کے بادشاہ کا نام نالش تھا جو مسلمانوں کے ساتھ عمدہ سلوک سے پیش آیا چنانچہ وہاں مسلمان آباد ہو گئے۔

ایبی سینا کی رعایا بڑی بہادر اور محب الوطن ہے اُنکے رسم و رواج سادہ اور رجعت پسندانہ ہیں، رعایا میں مسلمان اور عیسائیوں کی تعداد زیادہ ہے جو پہاڑوں میں آباد ہیں یہ دو طبقوں پر منقسم ہیں، مہذب اشخاص شہروں میں آباد ہیں اور پہاڑیوں کا مذہب عام طور عیسائی ہے اور اُن کے رسم و رواج بھی رجعت پسندانہ ہیں، شادی کی قدرتی اہمیت کا وہاں کوئی خیال نہیں کیا جاتا بلکہ شادی محض اسوجہ سے کیجاتی ہے کہ کھیتوں میں کام کرنیوالے افراد میں زیادتی ہو سکے شادی شدہ عورت سے جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اپنے والدین کے نام کو اختیار نہیں کرتا وہاں اپنے کو آزاد نام سے مخاطب کرنا پسند کرتے ہیں، انہیں انکی والدہ کی جانب سے ورثہ ملتا ہے، باپ کے ساتھ کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی۔ ایبی سینا کے قوانین ہر امیر و غریب پر یکساں ہیں عورت و مرد روزمرہ کے کام کو تقسیم کر لیتے ہیں، عورتوں کو لکڑیاں پھاڑنی اور پانی بھرنا پڑتا ہے اور اس کام کیلئے انہیں دور جانا پڑتا ہے اور اسکو پھر کھیتوں میں لیجانا پڑتا ہے پکانے میں اُن کو ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ کھانے کی رسمیں نرالی ہوتی ہیں۔ مثلاً مہمان اور گھر کے آدمیوں کو مرغ کے بارہ حصے کر کے خاص خاص حصے منقسم کرنا پڑتا ہے لیکن پکانے کیلئے مرغ عورت ذبح نہیں کرتی۔ شراب سازی، چٹائی سازی اور ظروف سازی کا کام عورتیں سرانجام دیتی ہیں، پارچہ بافی کا کام اُن کے فرائض میں داخل نہیں اس کام کو خاص خاص خاندان سرانجام دیتے ہیں۔
سلائی کشیدہ کاری اور زردوزی کا کام مرد کرتے ہیں، بھوک سے مرد مر جائیگا لیکن دانہ کبھی نہ لیگا کیونکہ عورت کا کام مرد کیسے کر سکتا ہے، پرستش گاہ میں بھی زن و مرد کے مختلف مراتب رکھے گئے ہیں۔

ایبی سینا میں بڑی صفت مہمانداری اور اتحاد عمل کی پائی جاتی ہے۔ مہمان نوازی میں ایبی سینیا کے باشندے مشہور ہیں اور اُنکا مجلسی اتحاد موجودہ دنیا کے لئے قابل نمونہ ہے۔

بچہ کے پیدا ہونے پر ہمسایہ اُس کے گھر کام میں حصہ لیتے ہیں اور گھر آدمیوں کیلئے خوراک بہم پہنچاتے ہیں شادی کے وقت جسقدر آدمیوں کو دعوت دیجاتی ہے وہ شادی شدہ جوڑے کو تحفہ تحائف پیش کرتے ہیں اور اُسکی قیمت ایک ڈالر سے کم نہیں ہوتی اور اس سے کم کو پسندیدہ خیال نہیں کیا جاتا۔

اس نئے جوڑے کو اس کے گھر والوں کی جانب سے گذر اوقات کے لئے زمین وغیرہ بھی دیجاتی ہے اور کسی معاوضہ کی تمنا نہ رکھتے ہوئے اُس کے ہمسایہ محلہ کے لوگ اس کیلئے مکان کی تعمیر میں حصہ لیتے ہیں اور عورتیں دُلہن کا گھر بجانے اور کھانا پکانے وغیرہ میں امداد بہم پہنچاتی ہیں گویا ایبی سینا کی رعایا میں اتحاد کا جذبہ پایا جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شادی کے متعلق ایبی سینا میں متعدد قوانین رائج ہیں، غلام یا لونڈی سے شادی کرنا حقارت آمیز سمجھا جاتا ہے۔ وہاں چار مختلف قسم کی شادی کا قاعدہ ہے ان میں تین قوانین مسیحی مذہب سے مختلف ہوتے ہیں اور مجلسی رسم و رواج پر اُن کا زیادہ تر انحصار ہے، پہلی شادی مذہب کے عین مطابق ہے جس کی رسم مذہبی پیشوا اعلیٰ خاندان کی طرف سے ادا کیجاتی ہے اور اس شادی میں مقررہ وجوہات کے بغیر عورت کو آزاد نہیں کیا جا سکتا۔ قصور ثابت ہونے پر جب تک طلاق شدہ عورت سے توبہ نہ کیجائے دوسری شادی نہیں ہو سکتی شوہر کی وفات کے بعد دس ماہ تک ماتم کیئے بغیر شادی نہیں ہو سکتی، باپ کو زبردستی بیٹے یا بیٹی کی شادی کیلئے مجبور کیا جا سکتا ہے اور ۲۵ سالہ نیک لڑکی اپنی شادی کیلئے اپنے والدین پر زور ڈال سکتی ہے۔

دوسری شادی کو پسندیدہ خیال نہیں کیا جاتا اور تیسری دفعہ جو شادی کرتا ہے اُس کو زیادہ بدنامی سے دوچار ہونا پڑتا ہے بلکہ اُس کو ذات سے خارج کر دیا جاتا ہے۔

دوسری قوم کے ساتھ شادی کرنے کو ابی سینین بچہ کہتے ہیں، بچہ سول میرج کے مانند ہوتا ہے لیکن اس کو دُعا دینے کے لئے پادری کو مدعو کیا جاتا ہے۔

تیسری قسم کی شادی اس شرط کے ساتھ کیجاتی ہے کہ اس شادی سے جو بچہ پیدا ہو تب بھی شادی برقرار ہے ورنہ شادی خود بخود منسوخ ہو جاتی ہے، اس قسم کی شادی سول میرج ایکٹ کے زیر تحت بغیر دھوم دھام کے کیجاتی ہے۔

چوتھی قسم کی شادی کو "ڈومولہ" کہتے ہیں جو اصلی طور پر باقاعدہ داشتہ کے طور پر ہوتی ہے اس قسم کی شادیوں میں شادی کی مُدت اور اسکے معاوضہ میں مطلوبہ رقم کا اظہار پہلے ہی سے کر دیا جاتا ہے۔ شوہر گواہوں کے سامنے یہ اقرار کرتا ہے کہ وہ وفادار ثابت ہوگا اور بیوی کو خوراک وغیرہ کے علاوہ سالانہ یا ماہواری مقررہ رقم ادا کرتا رہیگا

مذہبی رسم و رواج کے مطابق طلاق مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر دی جا سکتی ہے:۔

(۱) شوہر اور اہلیہ معبودگان کے سپرد کر دی جائے۔ (۲) اولاد پیدا کرنے کی اسپرٹ نہ ہو۔ بیوفا ہو (بیوفائی کا مستند ثبوت ہونا لازمی ہے) (۳) ہر دو میاں بیوی ایک دوسرے کو قتل کرنیکی کوشش کرتے ہوں۔ (۴) تندرستی حاصل نہ کر سکے۔ کسی ایسے مرض میں دونو میں سے ایک بیمار ہو یا جیل کی طویل سزا دی گئی ہو یہ مذہبی طور پر طلاق دینے کے مستحق ہیں۔

ان کے علاوہ دیگر ہر ایک قسم کی شادیوں میں آسانی سے طلاق حاصل کیجا سکتی ہے طلاق دہندہ شوہر اپنی اہلیہ کو اسکے والدین کے گھر بھیجدیتا ہے اور ملکیت کے حصہ کو دن مقرر کرنے کیلئے خسر سے استدعا کرتا ہے اس صورت میں طلاق ہو جاتی ہے شادی شدہ جوڑے کے درمیان جو شخص رخنہ اندازی کا باعث ہوتا ہے اسکو بھی سزا دینے کیلئے قانون میں ایک دفعہ رکھی ہے یہ رسم و رواج صرف عیسائیوں کے ہیں باقی مسلمانوں کے رسم و رواج اللہ کی شریعت کے مطابق ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

۴۶۱۷ منکہ حافظ بشیر احمد جالندھری ولد صوفی علی محمد صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۴ سال تاریخ بیعت پیدائشی ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۹-۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ (۱) میرے فوت ہونے کے وقت جسقدر میری جائیداد ثابت ہو۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۲) چونکہ میرے والد صاحب مکرّم ابھی زندہ ہیں۔ اس لئے میری موجودہ جائیداد کتابوں، بستر۔ کپڑوں۔ سائیکل اور گھر کی چند دیگر اشیاء پر مشتمل ہے کتابوں کی قیمت کا اندازہ میرے نزدیک تین سو روپیہ تک ہے سائیکل باون روپے کی مالیت کا ہے باقی گھر کی دوسری اشیاء لیمپ بستر چارپائی ٹرنک کرسیاں گرم و سرد کپڑے قلم وغیرہ کی قیمت کا اندازہ میرے نزدیک ڈیڑھ سو روپیہ تک کا ہے۔ اپنی موجودہ جائیداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ (۳) میری آمد ماہوار اسوقت تیس ۳۰ روپے ہے میں اپنی ماہوار آمد کا پندرہ فیصدی اپنی زندگی بھر صدر انجمن احمدیہ قادیان کو دیتا رہونگا۔ العبد حافظ بشیر احمد جالندھری مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ منور بلڈنگ قادیان گواہ شد محمد طفیل بقلم خود ٹیچر مدرسہ احمدیہ قادیان۔ گواہ شد فرزند علی عفی عنہ ناظر امور عامہ

۴۶۱۸ منکہ شیخ محمد ولد میاں غلام قادر قوم قریشی پیشہ ملازمت عمر ۵۰ سال تاریخ بیعت ۱۹۲۳ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۹-۳۶ کو حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میری جائیداد اسوقت کوئی نہیں۔ میرا ایک مکان جدی سکنی ہے جو کہ میں نے اپنے ہرسہ پسران کو دیدیا ہے۔ میرا گذارہ میری ماہوار آمدنی پر ہے جو کہ صرف مبلغ ۲۹ روپے کے بذریعہ ملازمت چٹھی رسانی ہے۔ لہٰذا میں وصیت کرتا ہوں کہ میں اپنی مندرجہ بالا ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میری جسقدر جائیداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد شیخ محمد بقلم خود قادیان گواہ شد مرزا نذیر علی ٹھیکیدار بھٹہ قادیان۔ گواہ شد شیخ محمد ولد علی محمد ساکن ڈیری وال بقلم خود۔

۴۶۱۹ منکہ کریم الدین ولد چوہدری اللہ بخش صاحب قوم جٹ بھٹی پنشنر تاریخ بیعت ۲۹ دسمبر ۱۸۹۶ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلاجبر و اکراہ آج بتاریخ ۷ ستمبر ۱۹۳۶ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

محسوس ہوگیا کہ مغربی اقوام کے ناجائز فائدہ اُٹھانے کی پالیسی سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ مغربی سیاست کی واقفیت حاصل کی جائے اور قوم مغربی تعلیم اور مغربی تہذیب کی ماہر ہو تاکہ وہ یوروپین پر اپنا اثر ڈال سکے۔ چنانچہ بعد میں مغربی بھی اِسی بات سے مرعوب ہوئے کہ جاپان ترقی یافتہ اور متمدّن ہو رہا ہے۔ لیکن اُس کی تہذیب و تمدّن کا پورا سکّہ اُس وقت تک نہ بیٹھا تھا جب تک کہ اُس نے ۱۹۰۵ء میں رُوسی بالو کے جبڑے چیر پھاڑ نہ دیئے ؛

رُوسی خطرہ

اِس چالیس سال کے عرصہ میں جب جاپان دولِ مغرب کے ساتھ معاہدات کر رہا تھا اور اُن کو مراعات بخش رہا تھا اُسے دو اور خطرات سے بھی محافظت کرنی پڑی۔ رُوس شمال میں اپنے جارحانہ اقدام بڑھا رہا تھا۔ اور اپنی طاقت کی سُرعت کے ساتھ توسیع کر رہا تھا جاپان کو نہ صرف اُس کا مقابلہ شمال میں سائبیریا کے راستہ سے کرنا پڑا۔ بلکہ جنوب میں کوریا کے ذریعہ سے بھی اُس کی مدافعت کرنی پڑی۔ چنانچہ وہ اِن ہر دو راستوں سے حملہ کے مقابلہ کے لئے متواتر فوجیں بھیجتا رہا۔ شمال اور جنوب سے اس خطرہ کے ازالہ کے لئے جاپانی قائدین نے اُنیسویں صدی کے آخری نصف سے لیکر ہی (جس کو ہم جاپانی تاریخ میں "مائجی ایرا" کہتے ہیں) اپنی فوج اور دفاع کے اخراجات کو بڑھانا شروع کر دیا۔ جاپان قلعہ جات کی تعمیر اور بندرگاہوں کی ساخت میں نہایت گرمجوشی کے ساتھ مصروف ہوگیا۔ اور یہی گرمجوشی اُس کے باشندوں کا قابلِ تعریف خاصّہ ہے ؛

کوریا کا الحاق

مراعات کی منسوخی اور محصولات کی اصلاح کے بعد بھی جاپان کے خارجی لائحہ عمل کی مشکلات دُور نہ ہوئیں کیونکہ کوریا اور چین میں حالات غیر یقینی تھے اور اُن کا اثر جاپان کی محافظت پر بھی پڑنے والا تھا۔

جاپان کو ہمیشہ خیال تھا کہ اگر اُس پر حملہ ہُوا تو وہ کوریا کے ذریعے ہوگا۔ چنانچہ اُسکو یہ دُھن لگ گئی کہ کسی طرح سے یہ علاقہ آزاد ہو جائے۔ ۱۸۹۴ء میں اس علاقہ کے چین کے ساتھ الحاق کا خطرہ پیدا ہُوا جسکی وجہ سے اُسے چین کے ساتھ جنگ لڑنا پڑی۔ لیکن فتح کے بعد جاپان اور بھی سیاسی اُلجھنوں اور جھگڑوں وغیرہ میں پھنس گیا۔ اور اُسے رُوس، فرانس اور جرمنی وغیرہ کی طرف سے خُفیہ دھمکیاں وصول ہوئیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ادھر رُوس نے منچوریا میں اپنے جارحانہ اقدام بڑھانے شروع کیئے جس کی وجہ سے سیاسی مطلع اور بھی مکدّر ہوگیا۔ برطانیہ عظمیٰ نے ہانگ کانگ پر قبضہ جمالیا تھا۔ فرانس نے سیگن لے لیا تھا۔ اور رُوس منچوریا اور کوریا پر ہاتھ صاف کرنے پر تُلا ہُوا تھا۔ ادھر اگر چین کا علاقہ مزید تقسیم ہوجاتا تو اُس سے جاپانی وقار کو صدمہ پُہنچنے کا ضرور احتمال تھا۔ اور اُدھر رُوسی خطرہ کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا تھا۔

آخرکار رُوس سے مفاہمت کے لئے گفت وشنید کی گئی اور جاپان نے بھی مناقشت کی جھیل کو اور زیادہ وسیع کرنے سے کافی گریز کیا۔ لیکن اِن سب باتوں کا کوئی فائدہ نہ نکلا۔ جاپان رُوس سے برسرِ پیکار ہونے کے لئے مجبور ہوگیا۔ کیونکہ اُسے کم از کم کوریا کی آزادی ضرور ملحوظ خاطر تھی ؞

جاپان اور برطانیہ کا معاہدہ

رُوس و جاپان کی اِس جنگ ۱۹۰۵ء میں رُوس کی شکست سے دیگر خارجی ممالک کے رشک و حسد کی آگ بھڑک اُٹھی لیکن برطانیہ اور جاپان کے معاہدہ ۱۹۰۲ء کی وجہ سے کسی تیسری حکومت کو مداخلت کی جرأت نہ پڑی کیونکہ اِس کی رُو سے برطانیہ نے اقرار کیا تھا کہ اگر کسی اور نے حملہ کردیا تو وہ جاپان کی امداد کریگا۔ یہ معاہدہ رُوس کی جنگ کے دَوران میں اور بھی زیادہ مضبوط ہوگیا تھا۔ اِس کا فائدہ انگلستان کو بھی پُہنچا کیونکہ اُسے اب جرمنی اور رُوس کے جارحانہ اقدام کا خطرہ نہ رہا۔ اور جاپان نے بھی اِس سے فائدہ اُٹھایا کیونکہ اب اُسے رُوس کے جوابی حملہ کی پرواہ نہ رہی ؞

امریکہ کے خطرات

لیکن اِس اتحاد سے امریکہ متحدہ کو بہت فکر لاحق ہُوا۔ اور اگرچہ جاپان اور انگلستان دونوں نے امریکہ کو تسلّی دینی چاہی اور اُسے امن اور صلح برقرار رکھنے کا یقین دلایا لیکن امریکہ کے خطرات اُس وقت تک دُور نہ ہوئے جب تک کہ ۱۹۲۱ء میں واشنگٹن کانفرنس کا انعقاد نہ ہُوا اور اُس میں انگلستان، امریکہ، فرانس اور جاپان کا معاہدہ ہُوا کہ وہ بحرالکاہل میں امن و امان قائم رکھیں گے اور ایک دوسرے کے حقوق کی عزّت کرینگے۔

رُوس کی جنگ کے بعد جاپان کو بیرونی ممالک کا خطرہ کم محسوس ہونے لگا۔ اور اُس نے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی توجہ اقتصادی بہبودی کی طرف مبذول کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ اُسوقت سے ہر دس سال کے بعد جاپان کی تجارت دُگنی ہوتی رہی ہے۔ واشنگٹن کانفرنس کے بعد دوسرے ممالک کو بھی یہ احساس ہوگیا ہے کہ جاپانی پُرامن لوگ ہیں ؎

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی

سنہ ۱۹۰۴ء میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو ایک الہام ہُوا جس میں جاپان کے فروغ اور استعلاء کے متعلق ایک عظیم الشان پیشگوئی ہے۔ اور وہ الہام یہ ہے:۔

"ایک مشرقی طاقت اور کوریا کی نازک حالت" (الحکم جلد ۹ نمبر۱)

اِس بات کا اندازہ لگانے کے لئے کہ کس حیرت انگیز طریق سے یہ پیشگوئی پوری ہوئی ہے ہمیں کوریا کی گذشتہ تاریخ پر ایک سرسری نظر ڈالنی چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ کس طرح جاپان سُرعت کے ساتھ منازل طے کرکے دُنیا کی چار یا پانچ دو ل میں شمار ہونے لگا۔

ہم نے اوپر مجملاً جاپان کی ترقی کا بیان کیا ہے۔ اب ذرا تفصیل کے ساتھ بتائیں گے کہ کس طرح ایک پیشگوئی جو تیس برس ہوئے (پنجاب کے ایک گوشۂ تنہائی میں سے ایک ایسے گمنام شخص نے کی تھی جو نہ صرف یہ کہ تہذیب تمدن سے کوسوں دُور ایک گاؤں میں رہتا تھا بلکہ خود بھی اِس قدر تنہائی پسند تھا کہ اُسے دُنیاوی سیاسیات سے باخبر ہونے کے لئے نہ وقت میسّر تھا اور نہ اُسے کوئی خواہش تھی) بکمال شان۔ نہایت صفائی کے ساتھ پوری ہوئی؎

کوریا کی تاریخ پر ایک نظر

چودھویں صدی کے خاتمہ پر جب قریباً ایک سو برس کی حکومت کے بعد وینگ خاندان جو موجودہ کوریا کا بانی مبانی تھا تباہ ہوگیا تو اِس ملک نے چین کے شہنشاہ منگ اوّل کے سامنے تابعداری کا اظہار کیا اور اُسی سے کوریا کے بادشاہ نے اختیار کی خلعت حاصل کی۔ اُس کو چینی کیلنڈر اور تاریخوں کی فہرست وغیرہ بھی پیش کی گئی جو بذاتِ خود فرمانبرداری کا اظہار ہوتا ہے۔ اُس وقت سے لیکر اُنیسویں صدی کے آخر تک کوریا چین کے اقتدار کے نیچے رہا ہے اگرچہ اُس کا بادشاہ اپنا ہی ہوتا تھا۔

سنہ ۱۸۵۴ء سے لیکر سنہ ۱۸۹۴ء تک جیسا کہ ہم قبل ازیں بیان کر چکے ہیں جب جاپان

204

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیگر ممالک سے معاہدات و مواثقات وغیرہ کر رہا تھا اُس کو یہ بھی خیال تھا کہ کہیں کوریا کے ذریعہ سے رُوس اُس پر حملہ نہ کر دے۔ ۱۸۹۴ء میں جاپان نے سیاسی مراعات بھی منسوخ کر دیں اور اب جبکہ وہ اپنے "انڈے کے چھلکے" سے نکل رہا تھا اُسے اپنی توسیع علاقہ کے لئے قریبی برِّ اعظم کا خیال آیا۔

دُوَلِ مغرب نے پہلے ہی چین کے حصّے بخرے کر ڈالے تھے۔ جاپانِ جدید کو کوریا میں رُوس کی ہوس گیری سے خطرہ لاحق ہُوا کیونکہ کوریا جاپان کی سلطنت پر ایک فوجی ہتھیار کی طرح لٹک رہا ہے۔ اب کوریا چین کے ایک نام نہاد اقتدار کے ماتحت تھا اور ظاہر تھا کہ چین کی حکومت اُسے رُوسی پنجہ سے محفوظ نہیں رکھ سکے گی۔

چنانچہ جاپان نے چین کے خلاف ۱۸۹۴ء میں جنگ لڑی اور کوریا میں ایک خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔

اِس جنگ کے نتیجہ میں جاپان نے لیاؤ ٹنگ کا جزیرہ نما بھی جو منچوریا کے جنوب کے ساتھ ملحق ہے اپنے علاقہ کے ساتھ ملا لیا۔ رُوس نے اِس الحاق کے خلاف احتجاج کیا۔ چنانچہ جاپان نے چُپ چاپ لیاؤ ٹنگ چین کو واپس کر دیا۔ لیکن رُوس نے لیاؤ ٹنگ اپنے قبضہ میں کر لیا۔ اور وہاں چینی مشرقی ریلوے بنانی شروع کر دی جو وسط منچوریا سے گذرتی ہے اور لیاؤ ٹنگ میں بندرگاہ آرتھر اور ڈیرین کے ساتھ جا ملتی ہے۔ رُوس کو آخر کار اپنی خواہشات کی تکمیل کا موقع ملا۔ کیونکہ وہ بحرالکاہل میں مُدّت سے کسی گرم بندرگاہ کا متلاشی تھا۔ ولاڈی ووسٹک جو اُس کی بندرگاہ تھی سردیوں میں منجمد ہو جاتی تھی۔ یہ جاپان کی حدِ برداشت سے باہر تھا۔ چنانچہ اُس نے برطانیہ عظمیٰ کے میثاق ۱۹۰۲ء کی مدد سے رُوس پر ۱۹۰۴ء میں جنگ کا اعلان کر دیا۔ اور تمام دُنیا کی حیرت کا باعث ہوتے ہوئے اُس پر فتح پائی۔ اور لیاؤ ٹنگ واپس لے لیا۔

اِنہی ایّام میں حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام بانی جماعت احمدیہ قادیان کو الہام ہُوا کہ اِس جنگ کی وجہ سے جاپان ایک عظیم الشان مشرقی طاقت کہلائیگا اور کوریا اپنی آزادی کھو دیگا۔ پیشگوئی ایسے وقت پر اور ایسے حالات میں کی گئی کہ جب انسانی خیالات اور اندازہ کے مطابق یہ بالکل بعید از قیاس تھا کہ جاپان کو بھی کسی صورت میں ایک اعلیٰ ترین یُورپی طاقت کے مقابلہ میں فتح نصیب ہو سکتی ہے ؂

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کوریا کی نازک حالت

رُوس وجاپان کی جنگ ۱۹۰۴-۰۵ء نے جاپان کو ایک عظیم الشان مشرقی طاقت بنا دیا۔ نومبر ۱۹۰۵ء کے معاہدہ کی رُو سے کوریا جاپان کے ماتحت آگیا اور جاپانی سیاسیین نے کوریا کی رعایا اور اُن کے مفاد کا ذمہ لے لیا۔ سیاسی معاملات کی نمائندگی کرنے کیلئے جاپان کے ایک جرنیل نے کوریا کے دار السلطنت کی منعقدہ ایک مجلس میں شمولیت کی۔ اور نظم و نسق کے امور میں بھی کوریا نے حکومت جاپان کی راہ نمائی قبول کرلی ۲۲ اگست ۱۹۱۰ء کے معاہدہ کی رُو سے شہنشاہ کوریا نے اپنے علاقہ کے تمام حقوق شاہِ جاپان کو تفویض کر دیئے۔ جاپان کا ایک رہائشی جرنیل اِس علاقہ کا گورنر جنرل کہلایا۔

اِس طرح سے کوریا کی حالت نازک ہوئی یعنی وہ ایک خود مختار ریاست نہ رہی۔ اور جاپان اُس کی وجہ سے ایک عظیم الشان مشرقی طاقت بن گیا۔

جنگ کے بعد جاپان کی ترقی

۱۹۱۴ء میں جنگِ عظیم ہوئی۔ جاپان نے اتحادیوں کا ساتھ دیا لیکن اُسے زیادہ نہ لڑنا پڑا۔ اُس کا کام صرف یہ تھا کہ اتحادیوں کو جنگ کا مواد مہیّا کرے۔ بحر الکاہل میں پولیس کا انتظام کرے اور ایشیاء کے ساتھ اُن کے جہازوں میں تجارت کرے۔

جنگ کے بعد جاپان کی صنعتی پیداوار دُگنی ہوگئی اور دو ارب ڈالر کا ایک "موافق تجارتی توازن" قائم ہوگیا۔

عہدنامۂ پیرس کے موقعہ پر اُسے نہ صرف شان ٹنگ اور وہ جزائر جو جنگ کے زمانہ میں جرمنی کے بحری استھان تھے دیدیئے گئے بلکہ لیگ آف نیشنز میں بھی اُسے ایک مستقل جگہ دی گئی جس کے معنی یہ تھے کہ وہ بھی دولِ عالم کی چھ بڑی طاقتوں میں سے ایک ہے ٭

رفتار آبادی

الغرض جاپان نے جنگ سے فائدہ اُٹھایا لیکن دولت کے ایزاد کے ساتھ اُسکی مشکلات بھی بڑھ گئیں۔ وہ کافی بالذّات نہ تھا۔ اُس کی آبادی حیرت انگیز رفتار سے بڑھ رہی تھی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۱۸۴۶ء میں آبادی دو کروڑ ساٹھ لاکھ تھی ۱۹۲۰ء میں پانچ کروڑ ہو گئی۔[5] زمین کے ہر انچ پر اجناس اُگائی گئیں۔ لیکن زراعت کی یہ مقدار آبادی کی تعداد کے لئے جو آٹھ لاکھ سالانہ کی رفتار سے بڑھ رہی تھی کافی نہ ہوئی۔

بیرونی ممالک میں ہجرت کی تحریک جاری کی گئی۔ لیکن اس سے بھی زائد آبادی کا مسئلہ حل نہ ہوا۔ ہمسایہ جزائر میں کوئی جگہ نہ تھی۔ کوریا پہلے ہی ضرورت سے زیادہ آباد تھا۔ امریکہ نیوزی لینڈ اور آسٹریلیا نے جاپانی جماعت عامہ کو اپنی حدود کے اندر آنے سے روک دیا۔ دوسرے جاپانی خود بھی ہجرت کے لئے طیار نہ تھے ۔

صنعتی مقاومت

اندریں حالات جاپان کے لئے صرف یہ قدم باقی رہ گیا کہ وہ مشرق کے لئے ایک کارخانہ بن جائے یعنی صرف صناعت و تجارت کے ذریعہ سے اُس نے اس مسئلہ کا حل کرنا چاہا۔ لیکن یہاں بھی جاپان کے راستہ میں بہت سی مشکلات تھیں۔ اُس کے پاس کوئلہ اور لوہے کے ذرائع بالکل کم تھے۔ اور وہ اپنے مواد خام کے لئے بیرونی ممالک پر انحصار رکھتا تھا۔ مثلاً روئی کے لئے ہندوستان پر۔ اُون کے لئے آسٹریلیا پر۔ تیل کے لئے امریکہ اور ڈچ کی سلطنت پر۔ صرف ریشم کی ایک ایسی صنعت تھی جس کا مواد اُس کو گھر پر مل جاتا تھا۔ اب سوال یہ تھا کہ اگر سلطنت برطانیہ یا امریکہ متحدہ اُس کا مقاطعہ کر دے تو وہ کیا کریگا؟

بحری مسابقت

اِن تمام مشکلات کا حل جاپان کی فوجوں کے سرداروں کو صرف یہ سُوجھا کہ وہ مزید فتوحات حاصل کریں اور اپنی بحری و برّی فوج کو مضبوط ترین بنائیں۔ لیکن امریکہ جو بحر الکاہل میں اُس کا رقیب تھا جاپان کی اِن کاوشوں کو خاموشی سے نہ دیکھ سکا۔ جہاز سازی کی ایک دوڑ ہوئی جس میں جاپان اپنے محدود ذرائع کی وجہ سے امریکہ کے ساتھ قدم نہ ملا سکا۔ پھر امریکہ کو ضد تھی کہ کیوں جاپان کو جرمنی کے وہ جزائر دیدئے گئے ہیں جن پر قبل ازیں امریکہ کے مقاماتِ تلغراف

---

[5] سنہ ۱۹۳۰ء میں جاپان کی آبادی چھ کروڑ تھی اور سنہ ۱۹۳۵ء میں یہ بڑھ کر آٹھ کروڑ کے قریب ہو گئی۔ مترجم عبدالرحیم شبلی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بھی ہوتے تھے۔ مزید براں امریکہ نے چین کے متعلق جاپان کی پالیسی کے خلاف بھی احتجاج کیا۔ کیونکہ جاپان نے چین کے متعلق "کھلے دروازے" کے اصول کی خلاف ورزی کرنی شروع کر دی تھی۔ اندر ہی اندر بحرالکاہل کی اِن دو طاقتوں کے درمیان جنگ کی آگ سُلگنے لگی۔ لیکن واشنگٹن کانفرنس ۱۹۲۱ء کے ذریعے سے حالات درست ہو گئے۔ جاپان نے بحری مسابقت کی خواہش ترک کر دی اور برطانیہ عظمیٰ امریکہ متحدہ اور اپنی بحری طاقت کے درمیان پانچ پانچ اور تین کی نسبت کو منظور کر لیا۔ چین کے متعلق اُس نے "کھلے دروازے" کی پالیسی کو پھر اختیار کر لیا۔

منچوریا میں دلچسپی

۱۹۲۲ء تا ۱۹۳۰ء دس برس تک جاپان نے امن وامان کی پالیسی پر عمل کیا لیکن اس طرح پر اُس کے مسائل حل نہ ہوئے۔ اُس نے محسوس کیا کہ اُسے نئے علاقہ جات مفتوح بنانے چاہئیں منچوریا غیر محدود ذرائع کی پیشکش کرتا تھا۔ اگرچہ اِس سے اس کی آبادی کا مسئلہ حل نہ ہوتا تھا۔ کیونکہ وہاں سردی بہت سخت پڑتی ہے لیکن اُس کے جنگلات اور چراگاہیں، جاپانی مصنوعات کو موادِ خام بہت مہیا کر سکتی تھیں۔ وہاں کوئلہ۔ لوہا اور تیل بھی بکثرت پایا جاتا تھا جن کی جاپان میں کمی تھی۔ اور وہاں کا زرعی علاقہ جاپان کے خورد و نوش کا مسئلہ حل کر سکتا تھا۔

منچوریا کو فتح کرنے کے لئے جاپان نے زیادہ انتظار نہ کیا۔ ۱۸ر ستمبر ۱۹۳۱ء جنوبی منچورین ریلوے پر ایک بم پھینکا گیا۔ جاپان نے اِس کو منچوریا پر حملہ کرنے کا اشارہ سمجھا بغیر جنگ کے اعلان کرنے کے۔ بغیر کسی سیاسی گفت و شنید کے جاپانیوں نے مکڈن پر قبضہ کر لیا۔ اتفاق سے اُنہی ایام میں لیگ آف نیشنز بھی اپنا اجلاس جینوا میں کر رہی تھی۔ چین نے جاپان کے جارحانہ اقدام کے خلاف اپیل کی۔ لیگ نے حکم دیا کہ جاپان اپنی فوجوں کو پیچھے ہٹا لے۔ لیکن جاپان نے اِس کا جواب یہ دیا کہ اپنی مہمات کو زیادہ شدت کے ساتھ جاری رکھا اور ایک سال کے اندر اندر فتح حاصل کر کے اعلان کر دیا کہ تینوں مشرقی صوبجات منچوکو کی خودمختار ریاست کے علاقہ جات ہیں۔ نئی ریاست میں جاپانی وزراء مقرر کیئے گئے اور اُس کی حفاظت کیلئے ایک جاپانی فوج رکھی گئی۔ شہنشاہ مانچو ہنری پُو یئی کو (جو گذشتہ دس سال سے تخت سے دستبردار ہونے کے بعد جاپانی محافظت میں تھا) باہر نکالا گیا اور نئی حکومت کا شہنشاہ مقرر ہُوا (فروری ۱۹۳۴ء)

206

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میری جائیداد اس وقت غیر منقولہ مکان واقع محلہ دار الرحمت مالیتی /۸۰۰ سو روپے کا
ہے اس کے علاوہ میری ماہوار آمدنی مبلغ ۲۵ روپے ہے جس پر میرا گذارہ ہے میں حصہ آمد کے
۱/۱۰ حصہ کی وصیت صدر انجمن احمدیہ کو کرتا ہوں میں اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ ہر ماہ داخل خزانہ
صدر انجمن احمدیہ کرتا رہونگا اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد نہیں ہے میرے مرنے کے بعد
اگر کوئی اور جائیداد ثابت ہو تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔
اگر میں اپنی زندگی میں ۱/۱۰ حصہ جائیداد منقولہ مذکورہ میں سے کچھ رقم داخل خزانہ کروں گا تو
حصہ وصیت کردہ سے مجرا کیا جائیگا۔ العبد کریم الدین محلہ دار الرحمت
گواہ شد محمد یعقوب کارکن نور ہسپتال ہیڈ ڈسپنسر
گواہ شد محمود احمد احمدیہ میڈیکل ہال سکرٹری وصایا محلہ دار الرحمت قادیان ٭

۴۶۲۰ منکہ شیر محمد ولد فضل دین قوم ڈوگرا شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت
ستمبر ۱۹۲۸ء ساکن قادیان ضلع گورداسپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ
۱۵ ۹/۳۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں:-
میری اس وقت مبلغ لعہ ۱۱ روپے ماہوار آمدنی ہے۔ اس کے علاوہ میری کوئی
اور جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں یعنی صرف آمدنی ہی آمدنی ہے جس کا ۱/۱۰ حصہ میں
وصیت میں ادا کرتا رہونگا ہاں اگر میرے مرنے کے بعد میری کوئی جائیداد ثابت ہو۔
تو اس کی بھی وصیت کرتا ہوں کہ ۱/۱۰ حصہ کی صدر انجمن احمدیہ قادیان مالک ہوگی۔
العبد شیر محمد چوکیدار سمال ٹون کمیٹی قادیان۔ گواہ شد محمد دین ہیڈ ماسٹر
تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان۔ گواہ شد محمد اسحاق سکرٹری مال محلہ
دار العلوم قادیان ٭

محامد خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کتابوں میں جہاں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے محامد قلمبند فرمائے ہیں وہ سب کے سب مولانا محمد اسمٰعیل صاحب فاضل پروفیسر جامعہ احمدیہ نے اس کتاب میں جمع کر دیئے ہیں احباب کرام کو چاہیئے کہ یہ کتاب ضرور منگوا کر افادہ و استفادہ کریں قیمت بے جلد ایک روپیہ مجلد ایک روپیہ چار آنے حجم قریباً چار سو صفحہ کتابت طباعت کاغذ دیدہ زیب۔ سائز ۲۰x۲۶/۸ - ایشیائی کتب خانہ قادیان سے طلب کریں۔ مفصل آئندہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ریویو آف ریلیجنز اردو۔ قادیان دارالامان۔ مورخہ ۵ اکتوبر ۱۹۳۶ء۔ رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۱۷۹

ڈابر (ڈاکٹر ایس۔ کے۔ برمن) لمیٹڈ

صیغہ نمبر ۱۱۷ پوسٹ بکس نمبر ۵۵۴ کلکتہ

پچاس برس سے زیادہ کا مشہور و لاثانی دیسی پیٹنٹ دواؤں کا ہندوستانی وسیع کارخانہ

STAR (REGD) اسٹار ٹریڈ مارک

اپنے بچوں کو پلایئے

لال شربت "Regd"

(لال شربت)

بچّے لڑکے اور پرسوتی کے لئے مثل آب حیات ہے

اس کے استعمال سے بچوں کی قوت نمو بڑھتی ہے اور خون کا پتلا پن اور کمزوری نہیں رہتی۔ ہڈی مضبوط ہوتی ہے اور طبیعت مسرور۔ خصوصاً دانت نکلنے کے وقت کی تمام پریشانیوں سے محفوظ رہتے ہیں۔ میٹھا اور خوش ذائقہ ہونے کے سبب سے بچے بڑے شوق سے پیتے ہیں ؀

پرسوتی کی نقاہت اور دودھ کی کمی دور ہوتی ہے خون صالح پیدا ہوتا ہے اور طاقت آتی ہے ؀

قیمت بڑی شیشی ۱۲؍ بارہ آنہ ڈاک محصول ۱۰؍ دس آنہ

چھوٹی شیشی ۷؍ سات آنہ ڈاک محصول ۷؍ سات آنہ

نمونہ کی شیشی ۱؍۶ ڈیڑھ آنہ جو صرف ایجنٹوں سے ہی مل سکتی ہے۔

نوٹ:۔ ہر جگہ ہمارے ایجنٹوں کے ہاں اور دواخانوں میں ملتی ہے۔ دوا خریدتے وقت اسٹار ٹریڈ مارک اور ڈابر نام ضرور دیکھ لیا کریں ؀

پنجاب کے خاص خاص شہروں میں سول ایجنٹوں کی ضرورت ہے ؀

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن صاحب قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کیلئے شائع کیا)